رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریۃ

الحکم

دارالامان قادیان

چہ گوئم باتو گر آئی چہ اد رقادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۷	۱۰ مئی سنہ ۱۹۰۳ء مطابق ۱۲ محرم الحرام سنہ ۱۳۲۱ھ روز یکشنبہ	نمبر ۱۷

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

اعجاز التنزیل

گذشتہ اشاعت سے آگے

ان پیشگوئیوں کا ظہور جو اس سلسلہ کی صداقت میں ہوا ہے تو کیا یہ چھوٹی سی بات ہے یہ سلسلہ بہت بڑی پیشگوئی کا پورا ہونا ہے جو تیرہ سو سال پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لبوں پر جاری ہوئی اس قدر مدت دراز پہلے خبر دینا یہ قیافہ شناسی اور اٹکل بازی نہیں ہو سکتی اور پھر یہ پیشگوئی اکیلی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ہزاروں وہ آیات و نشانات ہیں جو اس وقت کے لئے پہلے سے بتا دئے گئے تھے اور ان سب کے علاوہ اللہ تعالے نے خود ہمارے ہاتھ پر نشانات کا سلسلہ جاری کر دیا چنانچہ کئی سو پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں۔ جو قبل از وقت ملک میں شائع کی گئیں اور پھر وہ اپنے وقت پر پوری ہوئی ہیں۔ جن کو ہمارے مخالف بھی جانتے ہیں اب کیا قرآن کریم کا معجزہ اور اس کی پاک تعلیم کا نتیجہ اور اثر نہیں ہے؟ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور تاثیر انفاس کے ثمرات نہیں؟ ماننا پڑے گا کہ یہ سب کچھ آپ ہی کی طفیل ہے۔ کیونکہ یہ مسلم بات ہے۔

خارقے کز ولی مسموع است
معجزہ آن نبی متبوع است

اس لئے جس قدر یہ نشانات اور آیات بیان ظاہر ہو رہی ہیں یہ درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے خوارق اور معجزات اور پیشگوئیاں قرآن شریف ہی کی پیشگوئیاں ہیں گویا کہ آپ ہی کی اتباع اور قرآن شریف ہی کی تعلیم کے ثمرات ہیں۔ اور اس وقت کوئی اور مذہب ایسا نہیں ہے جس کا پیرو اور متبع یہ دعوے کر سکتا ہو کہ وہ پیشگوئیاں کر سکتا ہے یا اس سے خوارق کا ظہور ہوتا ہے۔ اس لئے اس پہلو سے قرآن شریف کا معجزہ تمام کتابوں کے اعجاز سے بڑھا ہوا ہے۔

پھر ایک اور پہلو فصاحت بلاغت کا ہے۔

قرآن شریف کی فصاحت بلاغت ایسی اعلے درجہ کی اور مسلم ہے کہ انصاف پسند دشمنوں کو بھی اسے ماننا پڑا ہے۔ قرآن شریف نے فاتوا بسورۃ من مثلہ کا دعوے کیا لیکن آج تک کسی کو ممکن نہیں ہوا کہ اس کی مثل لا سکے۔ عرب جو بڑے فصیح و بلیغ بولنے والے تھے اور خاص موقعوں پر بڑے بڑے مجمع کرتے اور ان میں اپنے قصائد سناتے تھے وہ بھی اس کے مقابلے میں عاجز ہو گئے۔

اور پھر قرآن شریف کی فصاحت بلاغت ایسی نہیں ہے کہ اس میں صرف الفاظ کا تتبع کیا جاوے اور معانی اور مطالب کی پروا نہ کی جاوے بلکہ جیسا اعلے درجہ کے الفاظ ایک عجیب ترتیب کے ساتھ رکھے گئے ہیں ویسی طرح پر حقائق اور معارف کو ان میں بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ رعایت انسان کا کام نہیں کہ وہ حقائق اور معارف کو بیان کرے اور فصاحت و بلاغت کے مراتب کو بھی ملحوظ رکھے۔ ایک جگہ فرماتا ہے یتلو علیہم صحفا مطہرۃ فیہا کتب قیمۃ۔ یعنی ان پر ایسے صحایف پڑھتا ہے جن میں حقایق و معارف ہیں۔ انشاء والے جانتے ہیں کہ انشاء پردازی میں پاکیزہ تعلیم اور اخلاق فاضلہ کو ملحوظ رکھنا بہت ہی مشکل ہے اور پھر ایسی موثر اور جاذب تعلیم دینا جو صفات رذیلہ کو دور کر کے بھی دکھا دے اور ان کی جگہ اعلے درجہ کی خوبیاں پیدا کر دے۔ عربوں کی جو حالت تھی وہ

معیار الصادق

خطبہ جو یکم مئی ۱۹۰۳ء کو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ نے پڑھا

ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللّٰہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شیء ومن قال سانزل مثل ما انزل اللّٰہ ولو تریٰ اذ الظلمون فی غمرٰت الموت والملٰئکۃ باسطوا ایدیھم اخرجوا انفسکم الیوم تجزون عذاب الھون بما کنتم تقولون علی اللّٰہ غیر الحق وکنتم عن اٰیٰتہ تستکبرون۔

اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ تعالیٰ پر افترا کرتا ہے اور دعوے کرتا ہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا کلام اترتا ہے حالانکہ اس پر کسی قسم کا خدا کا کلام نہیں اترا اور دعوے کرتا ہے کہ میں خدا کے کلام کی طرح ایک کلام نازل کر سکتا ہوں ایسے مدعیوں کے لئے ایک وقت مقرر ہے اسوقت خدا کے فرشتے اپنے ہاتھ پھیلا کر انکی روح نکالیں گے اور کہیں گے اے بے ایمانو! مفتریو! اپنی جانوں کو نکالو اس لئے کہ تم خدا پر جھوٹ بولا کرتے تھے اور اللہ تعالےٰ کے نشانوں سے اپنی گردنیں پھیرتے تھے۔

یہ ایک آیت ہے جو بہت ہی غور کرنے کے قابل ہے کیونکہ اس میں خدا تعالےٰ کے ماموروں۔ مرسلوں اور برگزیدہ بندوں کی سچائی اور صداقت کی شناخت کے لئے ایک معیار قایم کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے من اظلم ممن افتریٰ علی اللّٰہ کذبا بڑا ظالم بدمعاش۔ مفسد اور شریر خدا کی سلطنت میں وہ شخص ہے جو مفتری ہے اور جھوٹی وحی کا دعویٰ کرتا ہے۔ یہ آیت اگر قوی ترا ثبوت نبوت کے لئے نہیں رکھتی تو پھر خدا تعالیٰ کی حکیم اور مبارک کتاب میں کیوں ہے؟ مگر نہیں یہ آیت عظیم الشان اثر ثبوت نبوت کے لئے رکھتی ہے اور منجملہ دیگر دلائل نبوت کے یہ زبردست دلیل ہے۔

جو لوگ انسان کے دل کی کتاب کو پڑھ سکتے ہیں اور دجلی کیفیتوں کے آثار اور نتایج کا علم رکھتے ہیں وہ اس دلیل کو سمجھ کر بہت بڑا فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وجلالت ان کے دل پر نقش ہو جاتی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ کسطرح ایک مفتری بولتا ہے جبکہ وہ جانتا ہے کہ آسمان کے دروازے اس پر کھلے ہوئے نہیں ہیں اس کی زبان میں کیسا ضعف اور لکنت ہوتی ہے وہ اس کی آواز سے بزدلی اور کمزوری کا پتہ لگتا ہے۔ اس کے بالمقابل جو لوگ خدا تعالیٰ کی روح اور راستی سے بولتے ہیں ان کی زبان میں بیان میں ایک شوکت اور قوت ہوتی ہے۔ ان کے کاروبار۔ ان کے در و دیوار اُن کی گفتار و کردار سے طمانیت۔ سکون اور ملنت برستی ہے۔ پس جن لوگوں کو قلب انسانی اور اسکے افعال اور آثار کے مطالعہ کا شوق ہے وہ صادق اور کاذب میں بہت جلد فرق کر لیتے ہیں اب خدا کی کتاب جو یہ آیت پیش کرتی ہے ان لوگوں کے لئے بہت بڑی روشن دلیل اور ملنہ بزبان ہے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کا پتہ ہے اس تصور سے کہ کیا کبھی ایسا بھی ہو سکتا ہے! جو اللہ تعالیٰ پر افترا کیا جائے؟ کس قدر پاک فطرت اور صداقت مجسم طبیعت ہے کہ اپنی نسبت باور نہیں کر سکتی کہ اس سے افترا کا گناہ سرزد ہو سکتا اسی لئے کہ آپ کی پاکیزہ فطرت میں یہ مادہ ہی تھا نہیں۔

پچیسویں سپارہ کے ابتدا میں بھی یہ آیت بیان ہوئی ہے کہ من اظلم ممن افتریٰ علی اللّٰہ کذبا او کذب بالصدق یعنے دو شخص بڑے بے ایمان اور بدمعاش ہیں ان سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں ایک وہ جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہوتا ہے حالانکہ وہ جھوٹا ہے دوسرا بے ایمان وہ ہے جو سچائی کی تکذیب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت الوہیت ان دو ظالموں کو پسند نہیں کرتی ایک جو اللہ پر افترا کرتا ہے دوسرا جو مامور من اللہ صادق کا انکار کرتا ہے اور اس طرح پر اس ناقۃ اللہ کی کونچیں کاٹنے والا ٹھیرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو خطرناک سزا دیتا ہے۔

حقیقت میں اگر اللہ تعالیٰ کے کام اور کلام نے یہ فیصلہ نہ کیا ہوتا تو سچائی کا معیار ہی نہیں ہو سکتا تھا دنیا کی مادی حکومتیں اور سلطنتیں بھی ایسے شریروں کو پسند نہیں کر سکتیں کوئی شخص فرضی طور پر چار روپیہ کا جپراسی یا مذکوری نہیں بن سکتا۔ حالانکہ یہ بہت ہی چھوٹی بات ہے جو نہی اس بات کا پتہ لگ جاوے کہ فلاں شخص نے ایسا ارتکاب کیا ہے فی الفور اسکو پکڑا جاتا اور سخت عبرتناک سزا دی جاتی ہے۔ اور اسی طرح اگر واقعی اور حقیقی مذکوری جس کے ہاتھ میں بہت ہی زشت خطا اور نجیب کا غذ پٹیل کا چھپا ہوا پروانہ ہو اور کسی نمبردار کے پاس لے جاوے اور نمبردار اسکی پرواہ نہ کرے بلکہ اس کی ہتک کرے تو اس چار روپیہ کے مذکوری کی ہتک اور توہین گورنمنٹ اپنی توہین قرار دے کر اس نمبردار کو خطرناک سزا دیگی۔

پس غور کرو کہ جب مادی سلطنت اور حکومتیں بھی یہ اندھیر نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص فرضی اور جعلی مذکوری تک نہیں بن سکتا اور اگر بنے تو پکڑا جاتا اور سزا پاتا ہے اور اسی طرح حقیقی مذکوری کی ہتک کرنیوالا بھی سزا پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی عمیق گورنمنٹ میں یہ کب ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص اتنا بڑا عظیم الشان دعویٰ کرے کہ میں خدا تعالیٰ کا مقرب ہوں اور مجھ پر اس کا کلام اترتا ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی گرفت اور عذاب سے بچ جاوے اگر ایسا ہوتا تو پھر میں پوچھتا ہوں کہ صادق اور کاذب میں مابہ الامتیاز کیا ہوتا؟ مگر ایسا نہیں ہوا۔ خدا تعالیٰ کی باتیں لفظی اور خیالی نہیں ہیں اگر اس میدان زندگی میں فیصلہ نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے وعدے خیالی سمجھے جاتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہستی ہی کا ثبوت مشکل ہو جاتا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ان دونوں باتوں کا کامل معیار اور نمونہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صادق تھے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے حق وحکمت لیکر اپنے وقت پر ضرورت حقہ کے ساتھ آئے تھے ایک قوم نے آپ کی مخالفت کی خطرناک منصوبے آپکی تباہ کرنیکے لئے آخر وہ ہلاک ہوئی۔ اور آپ کامیاب ہو گئے۔ کیسی نصرت ظفر اور تائیدات الٰہیہ آپکے لئے ظاہر ہوئیں کہ ان کی نظیر آدم سے لیکر کبھی پائی ہی نہیں جاتی اور آپ کو جھٹلانے والے کیسے ذلیل اور خوار ہو کر تباہ ہوئے کہ ان کی نظیر بھی نہیں ملتی۔ آپ کا وجود آپ کا زمانہ صدق کا ایک معیار ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب کی نسبت فرمایا ہے لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ۔ یعنے اللہ تعالیٰ کی کتاب ہر اختلاف میں جو لوگوں میں پیدا ہو فیصلہ کرنیوالی ہے۔ وہ شخص کافر اور خدا کے کلام کا ملزم ہے جو کہتا ہے کہ فلاں بات کا فیصلہ اس میں نہیں ہے۔ پس جب قرآن شریف کی یہ شان ہے تو اس لحاظ سے بھی ضرور تھا کہ راستبازی اور راستباز کا معیار قرآن شریف پیش کرتا۔ چنانچہ اُس نے یہ معیار پیش کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر یہ دلیل ایک نمونہ ٹھیر گئی ہے اور اسی دلیل سے ہمیشہ ہر زمانے میں صادق شناخت کیا جا سکتا ہے چنانچہ آج بھی اس ہمارے زمانے میں بھی بیس برس پہلے ایک شخص اُٹھا اور اسی گمنام گاؤں سے جس کو کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ آس پاس والے بھی اسے حقیر

جانتے تھے۔ اس نے دعویٰ کیا کہ خدا کا کلام مجھ پر اترتا ہے غیب کی خبریں مجھے دی جاتی ہیں۔ اسی طرح اور بالکل اسی طرز پر یہ دعویٰ اٹھنے لگے۔ براہین احمدیہ کی تیسری اور چوتھی جلد کو پڑھ کر دیکھ لیا جاوے کہ خدا تعالیٰ کی جلالت اور ہیبت سے بھری ہوئی وحی آج سے پچیس برس پہلے کی اس میں چھپی ہوئی موجود ہے۔ جس کے آگے سچا ایمان اس طرح سجدہ کرا اٹھتا ہے جیسے خدا تعالیٰ کے اس کلام کے آگے

میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس دلیل پر میں نے بہت غور کیا ہے اور ایک لذت کے ساتھ میں نے دیکھ لیا ہے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔ کیونکہ وہ قوت بیان اور شوکت کلام جو اس کے دعویٰ میں ہے وہ کسی مفتری کے الفاظ میں ہو نہیں سکتی حضرت مسیح موعودؑ کا خلوت میں جلوت میں تقریر میں تحریر میں بار بار کہنا کہ میں اللہ کی طرف سے ہوں مفتری نہیں ہوں۔ میرے نزدیک لاانتہا معجزات اور خوارق اس کے اسی ایک کلمے کے اندر موجود ہیں۔ اپنی صداقت اور ماموریت پر کیسا الیقین اور بصیرت ہے کہ مخالفوں کی مخالفت کی پروا نہیں کرتا کسی تکلیف اور مصیبت سے نہیں ڈرتا اور پکار کہتا ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ یہ دعویٰ چھوٹا سا دعویٰ نہیں معمولی آدمی جو مفتری ہو وہ نہیں کر سکتا۔ ایسے دعویٰ میں یہ قوت یہ شوکت کہاں دل تھرا اٹھتا ہے جب آدمی اس امر کا بھی تصور کرے کہ خدا پر افترا کر سکتا ہے۔ میں اس وقت بڑی بلند آواز سے اور تلوار سے بھی زیادہ تیز زبان کے ساتھ جو گویا سان پر لگائی گئی ہے بولتا ہوں۔ میرا دل مجھے کبھی اجازت نہیں دیتا کہ میں لکھوں کہ میں خدا کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں پھر یہ سوچو کہ وہ شخص کیسا خدا سے پیوستہ ہو کر آیا ہے جو یہ کہتا ہے من اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا میں حضرت مسیح موعود سے خدا تعالیٰ کی رحمتیں اور برکات اس پر ان کی آن ہیں! بارش کی طرح برستی ہیں ہزاروں ہزار مرتبہ سن چکا ہوں کہ میں خدا کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں اور بارہا آپ نے خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ میں اسکی طرف سے آیا ہوں۔ میری روح لذت کے ساتھ بھر جاتی اور یہ فقرہ سیراب کرتا ہوا میرے دل پر اترتا ہے جب میں اس کے منہ سے سنتا ہوں مبارک ہونٹوں کا ان الفاظ کے کہنے کے لئے ہلنا ہی ہزاروں ہزار دلائل میرے سامنے پیش کر دیتا اور ایک عجز ارتکا لشکر نشانات اور معجزات کے اس ایک جملہ کے ساتھ اترتا ہوا دیکھتا ہوں مجھے یاد ہے کہ ایک بار ہندوستان سے ایک شخص نے خط لکھا کہ میں آپکے دلیل نہیں آپ کو اسکی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ آپ صرف اپنے ہاتھ سے لکھدیں کہ کیا آپ وہی مسیح موعود ہیں جنکی نسبت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی تھی۔ حضرت نے قلم لیکر خدا کی قسم کھا کر لکھا کہ میں وہی ہوں جسکا وعدہ کیا گیا تھا اگرچہ میں آپکی اس تحریر سے پہلے بھی علی وجہ البصیرۃ آپ کو سچا پیغمبر اور مرسل مانتا ہوں لیکن اس تحریر کو پڑھکر ایک حالت وجد مجھ پر تھی اور میں سرور سے بھرا ہوا تھا۔ کہ گستہ

بصیرت اور شعور اسکو اپنی سچائی پر ہے۔

میں بار بار انسانی فطرت کے عجائبات پر توجہ کرتا ہوں کہ ایک فطرت اس قسم کی بنائی گئی ہے کہ وہ ان الفاظ ہی کو سنکر کہ میں اللہ کی طرف سے آیا ہوں ایک لذت کے ساتھ اسکی سچائی پر ایمان لاتی ہے اور ہونٹ ہلنے کے ساتھ ہی دلائل کا ایک لشکر اترتا اسے دکھائی دیتا ہے۔ دوسری طرف ایسے لوگ بھی ہیں جو ان پاکیزہ پر ہیبت الفاظ کے مقابل میں جھوٹا کہتے ہیں اللہ اکبر یہ تیری چشم بندی بھی عجیب ہے! خیر یہ تو ہمارے قلب کی باتیں ہیں جو ان لوگوں کے لئے لذیذ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کے فضل کے دروازے کھلے ہیں۔ مگر یہاں تو وہی ثبوت موجود ہیں جو اصدق الصادقین ہادی کامل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے موجود ہے۔ آج سے پچیس برس پہلے یہی دعویٰ ایک شخص جب کہ کوئی شخص اسے جانتا ہی نہ تھا۔ اور وہ ایک گمنام چھوٹی سی کوٹھری میں بیٹھ کر خدا تعالیٰ کی یہ وحیاں لکھتا ہے لیکن آخر کار ... وہ رائی کا دانہ جو اس وقت بالکل بے حقیقت اور لاشے محض سمجھا جاتا تھا آج عظیم الشان پیڑ ہے جسکی شاخوں اور دامن میں لاکھوں لاکھ انسان زمانہ کی آفتوں اور درندوں اور فتنوں سے بچنے کے لئے پناہ لیتے ہیں کیا کبھی کسی مفتری کے ساتھ اس قسم کا واقعہ ہو سکتا ہے؟ یہ خدا تعالیٰ کا نشان ہے؟

جھوٹا اور لعنتی ہے وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ استقدر عمر تک ایک مفتری بھی دعویٰ کر کے زندہ رہ سکتا اور کامیاب ہو سکتا ہے! یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالیٰ پر افترا کر کے خیالی اور فرضی الہام گھڑ کر شائع کرے اور دنیا بھی اس کا مقابلہ کرے اور دوست و دشمن نے اپنی کمانوں کو ایک کر کے اس کے لئے تیر چھوڑے ہوں اور پھر وہ عزت کی مسند پر بیٹھا ہو! کبھی نہیں۔ اگر ایک مفتری علی اللہ جو ظالم ترین شخص ہے خدا کی بادشاہت میں باغی اور بدمعاش ہو کر بھی عزت پا سکتا ہے تو پھر حق و باطل میں امتیاز کیا رہا! اس قسم کا عقیدہ کفر اور سخت بے دینی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور کامیابی پر حملہ کرتا ہے۔ مجھے کسی ایسے مفتری کی نظیر دکھاؤ کہ جسے قلیلہ ملی جیسا کہا ہو کہ اپنے تصرف۔ اپنے علم اپنے مال و دولت اپنے مشائخ اپنے صوفیوں سجادہ نشینوں عالموں اپنے دعاگوؤں اور ختم شنی و وظیفے کرنیوالوں غرض سب کو جمع کرو اور پھر دن طلاق ہے تم پر اگر مجھے مہلت دو اور دیکھو کہ انجام کیا ہوتا ہے؟ اور آخر وہ کامیاب ہوتا ہو۔ کبھی نہیں بجز صادق کے کون اس جرات اور دلیری سے بول سکتا ہے۔ اسی طرح اسی رنگ میں اس خدا کے مسیح نے اپنے مخالفوں کو للکارا کہ اے صوفیو! اے عالمو! اے مرشدو اے گدی والو! اے سجادہ نشینو! خواہ سہروردی ہو چشتی ہو نقشبندی ہو قادری ہو کوئی ہو تم اپنی دعاؤں سے اپنی تدابیر و مکائد سے اپنے ہر قسم کے حیل سے غرض جو کچھ تم سے ہو سکتا ہے

میرے مقابلہ میں خرچ کرو۔ اور پھر دیکھو خدا میرے ساتھ ہے۔

اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے یہ بہت دلیل ہے افسوس اس آنکھ پر جو اس دلیل کو یونہی دیکھتا اور گذر جاوے اور افسوس اس دل پر جو اسپر نہ سوچے غرض یہ ایک معیار ہے صادق کی شناخت کا کہ وہ کبھی اللہ تعالیٰ پر افترا کر کے کامیاب نہیں ہو سکتا اور اسقدر عمر دراز تک جو زیادہ سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تبلیغ تک پہنچ سکتا ہے یعنی ۲۳ سال کبھی مہلت نہیں پاتا۔

دوسری طرف وہ ظالم ہے جو اس صادق کو جھوٹا کہتا ہے جو اس معیار پر صادق ثابت ہو جاوے۔ اس خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کے دشمنوں اور مکذبوں کی فہرست تیار کرو اور ان کے انجام پر نگاہ کرو۔

اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ میں ضعیف ترین مخلوق ہوں محض اس کے فضل سے ہاں اسی کے فضل سے کھڑا ہوا ہوں اور اسی کے سلسلے کی غیرت ہے جو مجھ میں قوت پیدا کر رہی ہے اور میں بول رہا ہوں اور صرف اس لئے یہ باتیں سناتا ہوں کہ شاید میرے جیسا کوئی دل ہو اور اسمیں لذت آ پڑے۔

براہین کے وقت جن لوگوں نے مخالفت شروع کی لودہانہ کے چند مولوی عبدالعزیز وغیرہ اور ایک قصوری مولوی غلام دستگیر نے سخت مخالفت کی اور کفر کے فتوے دے مگر آج ... زمین کی سطح پر تلاش کرو وہ کہاں ہیں؟ انکی خاک بھی نہ ملے گی مگر یہ انکا مکذب کیا ہوا کس برکت اور شان کے ساتھ برومند ہوا۔ مسیح موعود کے دعوے کے خلاف بٹالہ سے مولوی محمد حسین شیر کی طرح گرجتا اور دھاڑتا ہوا اٹھا اس نے اپنی جگہ دعویٰ کیا کہ میں اسکو گرا دوں گا۔ سارے ہندوستان میں اس نے شور مچایا کہ اے مسلمانو خبردار ہو جاؤ ایک دجال اور مفتری آیا ہے اے گورنمنٹ تو بھی ڈر جا۔ غرض جہاں تک اس سے ممکن ہوا اسنے کیا۔ آتشبازی کے چکر کی طرح وہ پھرا۔ اور غرض اس کی یہی تھی کہ اس درخت کو جو ابھی نکلا تھا جڑ سے اکھاڑ پھینکے۔ مگر جو انجام ہوا وہ سب کے سامنے ہے یہ خدا تعالیٰ کا معظم کرم دن بدن قبولیت پا گیا اور خلقت کا رجوع اسی کی طرف بڑھتا گیا اور وہ محمد حسین گر گیا اسوقت اسی برگزیدہ کے ساتھ ایک بھی نہ تھا مگر آج لاکھوں لاکھ ہیں۔ یہ نشان ہیں ان کی قدر کرو۔ واویلا اس قوم پر جس نے ان کی قدر نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ ہماری قوم کو توفیق دے کہ وہ اس کی قدر کرنے والے ٹھہریں۔ اور جبکہ اس کشتی پر بٹھایا ہے تو اپنے فضل سے بیڑا پار کرے ایسا نہ ہو کہ منجدھار میں کشتی پہنچے اور الٹ دے۔

میرے دوستو! خدا کی کشتی ایک حکیم کی کشتی ہے اگر باطن میں کوئی قوم کو داغ لگانے والا ہے تو وہ عین منجدھار میں گراں ہو کر سمندر میں غرق کر دیا جاوے گا۔

پس تم اپنے چال چلن سے ثابت کرو کہ مسیح موعود کے

خادم ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شہداء علی الناس بنادے دنیا میں تمہارے سبب سے خدا کی توحید پھیلے محمد رسول اللہ کی لاشریک عزت اور قرآن کریم کی عزت کے لئے تشریف لائے اس موعود کو ماننا ہے اور اس قوم کو چھوڑا ہے جنہوں نے مسیح اور دجال کو خدا بنایا تھا پس اپنے عمل سے قرآن کریم کی عزت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو ظاہر کرو دعاؤں میں لگے رہو ایسا نہ ہو کہ توبہ کا دروازہ بند ہو جاوے چاہیے کہ لوگ تمہاری باتوں میں سچائی کو دیکھیں۔ اور اسطرح حضرت مسیح موعود کی عظمت ان کے دلوں میں قائم ہو

آمین

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

شرح صدر فرمایا شرح صدر والے کو الہٰیہ پر ایمان ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے۔ ذکر کرتا ہے۔ بہادر ہوتا ہے۔ آنکھ فضول کی طرف۔ کان اور زبان لغو کی طرف نہیں جاتی اسکی دوستی اور دشمنی اللہ کے واسطے ہوتی ہے اسے اپنے واسطے کوئی فکر نہیں ہوتا وہ مخلوق پر احسان کرتا ہے۔ دانا ہوتا ہے کثرت غذا اور کثرت نیند سے مبرا ہوتا ہے۔

حضرت موسیٰ اور آنحضرت اور شرح صدر

حضرت موسےٰ علیہ السلام تو رب اشرح لی صدری کی دعا خود کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے شرح صدر چاہتے ہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ارشاد ہوتا الم نشرح لک صدرک غور کرو اس سے آپ کی کیسی فضیلت اور بزرگی ثابت ہوتی ہے۔

انسان کا جب ایمان کامل ہو جاتا ہے تو اُسکے اعضا میں بھی طاقت آجاتی ہے جو غیر مشروع چیزیں ہوتی ہیں ان کو دل سے برا جان لیتا ہے اس کی فطرت میں بدی سے مقابلہ کرنے کی قوت آجاتی ہے +

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں بڑے بڑے لوگوں کا حال اسواسطے وسیع فرماتا ہے کہ تا انسان ان کے حالات پڑھ سنکر خود بھی ان کے نمونے پر چلنے کی خواہش کرے اور انمیں سے کسی ایک جیسا بننے کی کوشش کرے یہی وجہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی نبی یا مرسل کا ذکر کرتا ہے تو عموماً فرماتا ہے فاعتبروا یااولی الابصار +

قرآن شریف کی اصل غرض عمل ہے اور عمل کیواسطے تدبر ضروری ہے تدبر کے واسطے ضروری ہے کہ پانچ آیت

سے کم نہوں اور دس آیت سے زیادہ نہ ہوں تدبر کے وقت جب کسی نبی یا ولی یا فرشتہ کا ذکر آوے تو انسان دعا کرے اور خود کوشش کرے کہ ویسا بن جاوے اگر کسی بد انسان یا شیطان کا ذکر آوے تو اس راہ سے بچنے کی کوشش کرو۔ اور دعا اور استغفار وغیرہ کرتے رہو۔

اللہ تعالیٰ کی **قدرت** کاملہ اور علم کامل کے مطالعہ سے ایمان ترقی کرتا ہے اور انعامات الہٰیہ کے مطالعہ کو محبت پیدا ہوتی ہے اور یہہ باتیں انسانی فطرت میں ہیں کہ اپنے سے زیادہ طاقت و قدرت والے اور زیادہ علم والے سے خوف کرتا ہے اور اُسکا فرمانبردار بنتا اور پھر اُسکو نفع جانتا ہے اور اپنے محسن سے پیار بھی کرتا ہے اسی واسطے خدا تعالیٰ کبھی اپنی قدرت کاملہ اور علم تام کا بیان کرتا ہے تاکہ انسان اور سلیم الفطرت انسان ان کے مطالعہ سے ایمان و محبت میں ترقی کرے۔

گناہ کی معافی کے ذرائیعہ ۱۔ توبۃ النصوح۔ سچائی لانا سچائی کی تصدیق کرنا۔ نقصان ہو جانا۔ مصائب کا آنا۔ موت کا کرب قبر کا کرب۔ حشر کا کرب۔ مراط کا کرب۔ جہنم کا عذاب کسی دوست و دردمند دل کا اُس کے واسطے صدقہ زندگی میں یا بعد الموت ہو۔ شفاعت خواہ انبیاء کی ہو۔ خواہ والدین کی ہو۔ خواہ اولاد کی ہو خواہ ملائکہ کی ہو خواہ مسلمانوں کی ہو ہجرت

النصح

گذشتہ اشاعت سے آگے

ہو خطر باد مخالف کا یہہ وہ بیڑا نہیں
اس کی باتیں صاف ہیں کچھ اسمیں الجھیڑا نہیں
بدنفسی سے جھگڑ کی دوستوں کی چال ڈھال
اپنی بدنفسی سے پیدا کرے صدہا خیال
دل پھر سے حق کو ہوئے آخر کو ایسے بدسگال
لگ گئے توحید باری میں بھی کرنے قیل و قال
پیروی حکم خدا کی ہو گئی جب دل پہ شاق
رکھدیا سارے نوشتوں کو اُٹھا بالائے طاق
سب سے بڑھکر اس نصاریٰ قوم نے سونپ دی راہ
جس سے دین عیسوی کو کر دیا بالکل تباہ۔
داستان خدا کے سر پہ جا تھوپے گناہ
اپنی ان بدمستیوں کو تاکہ مل جائے پناہ۔
بعد صدیوں کے بنایا بیٹھ کر یہہ اعتقاد

مسئلہ تثلیث کا کیا خوب آیا ان کو یاد۔
سارے نبیوں کو کہا وہ سب لیبر نادان تھے
راز سے تثلیث کے سارے ہی وہ انجان تھے
کچھ نہ تھا اُن میں شرف وہ عام کے انسان تھے
بھولے بھٹکے تھے وہ سب اُن کو خطا و سہو تھا
نسل سے داؤد کی نکلا مگر ہاں اک خدا +
ان گنہگاروں سے رب بے گناہ پیدا ہوا
ہاتھ سے شیطان کے لاچار رب ایسا ہوا
اپنے بندوں کے بچانے کو نہ کچھ بھی بن پڑا۔
پیٹ میں مریم کے داخل آخرش وہ ہو گیا
تاکہ دنیا میں کرے پیدا وہ اک بیٹا خدا۔
اور گناہ کی موت کو لے اپنے اوپر وہ سہار
یاد آئی اُسکو یہہ تجویز بعد انتظار۔
پہلے دنیا میں خدا نے جسقدر بھیجے رسول
بھیجنا اُن کا تھا گویا محض اک امر فضول۔
بعد مدت یاد آیا اُسکو یہہ عمدہ اصول
ازلی اور ابدی پسر نے کرلیا جس کو قبول
دار پر بیٹا چڑھا اور مر کے کفارہ ہوا۔
فیصلہ سب ہو گیا اور جھگڑا طے سارا ہوا
اس عقیدے کی اتہانا سیس نے رکھی بنا
اپنی بدنفسی سے ایسا مسئلہ پیدا کیا
پاک نبیوں کے نوشتوں میں نہیں اسکا پتا
خود مسیحا نے معاذ اللہ نہیں ایسا کیا
پاک ہیں وہ اس سے یہ تو سب شر شیطان ہے
تین صدیوں بعد کا یہہ کذب اور بہتان ہے۔
رب غیر مذکو منظور یہہ ہرگز نہیں۔
پھیل جائے سلطنت میں اُسکی ایسا کفر و کیں
راندۂ درگاہ ہے مردود شیطان لعین۔
اُس کے منصوبوں کو ہوتی کامیابی ہے کہیں
آسمانوں اور زمینوں پر خدا کا جب ہے راج
ان فسادوں کا وہ خود تب تک کرتا ہے علاج
جب عفونت پھیل کر کرتی پریشاں ہے دماغ
سنگ اور کلفت سے ہو جاتے ہیں سینے داغ داغ
کذب و بہتان کی ہوا جب گھیرتی ہے باغ و راغ
اور جگہ شہباز کی لیتا ہے جب آکر کلاغ۔
غیرت غیور آجاتی ہے یکدم جوش میں
ظلمت غفلت میں سوتوں کو ہے لاتی ہوش میں
پہلے جب پیدا ہوا بیٹے پرستی کا خیال۔
ایک معتد نے جمائی مجلس فسق و ضلال۔
عیسوی تعلیم کو تثلیث کے سانچے میں ڈھال
کردیا توحید حق میں اُس نے پیدا اختلال
جبر سے پھیلا دیا تثلیث نامعقول کو۔
کیسی بے راہی کی سوجھی فاسق مجہول کو۔
شاہ قسطنطین کا مشہور ہے یہ ظلم و جور
بعد عیسےٰ تین سو چبیس میں تھا اُس کا دور

(باقی آئندہ)

دربار شام

یکم مئی ۱۹۰۳ء

رویا فرمایا کہ ایک رویا تھی تو وحشت ناک مگر اللہ تعالےٰ نے ٹال ہی دیا۔ دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ بیل کو میدان میں ذبح کرنے لگے مگر عمل کارروائی نہ ہوئی۔ ذبح نہ ہوا کہ جاگ آگئی۔

آنحضرت کی قبر میں مسیح موعود کے دفن ہونے کا مطلب

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے کہ مسیح موعود کی قبر میری قبر میں ہوگی اس پر ہم نے سوچا کہ یہ کیا سر ہے تو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہر ایک قسم کی دوری اور دوئی کو دور کرتا ہے اور اس سے اپنے اور مسیح موعود کے وجود میں ایک اتحاد کا ہونا ثابت کیا ہے اور ظاہر کر دیا ہے کہ کوئی شخص باہر سے آنے والا نہیں ہے بلکہ مسیح موعود کا آنا گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا آنا ہے جو بروزی رنگ رکھتا ہے۔ اگر کوئی اور شخص آتا تو اس سے دوئی لازم آتی اور غیرت نبوی کے تقاضے کے خلاف ہوتا۔

اگر کوئی غیر شخص آجاوے تو غیرت ہوتی ہے لیکن جب وہ خود ہی آوے تو پھر غیرت کیسی! اس کی مثال ایسی ہے کہ اگر ایک شخص آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھے اور پاس اس کی بیوی بھی موجود ہو تو کیا اس کی بیوی آئینہ والی تصویر کو دیکھ کر پردہ کرے گی اور اس کو یہ خیال ہوگا کہ کوئی نامحرم شخص آگیا ہے اس لئے پردہ کرنا چاہیئے اور یا خاوند کو غیرت محسوس ہوگی کہ کوئی اجنبی شخص گھر میں آگیا ہے اور میری بیوی سامنے ہے نہیں بلکہ آئینہ میں انہیں خاوند بیوی کی شکلوں کا بروز ہوتا ہے اور کوئی اس بروز کو غیر نہیں جانتا اور نہ ان میں کسی قسم کی دوئی ہوتی ہے +

یہی حالت مسیح موعود کی آمد کی ہے وہ کوئی غیر نہیں ورنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جدا ہے اور کسی نئی تعلیم یا شریعت کو لیکر آنے والا نہیں ہے۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا بروز اور آپ کی ہی آمد ہے جس وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کے آنے سے کوئی غیرت دامنگیر نہیں ہوئی بلکہ اس کو اپنے ساتھ ملایا ہے اور یہی سر ہے آپ کے اس ارشاد میں کہ وہ میری قبر میں دفن کیا جاوے گا یہ امر غایت اتحاد کی طرف رہبری کرتا ہے۔ اگر بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس قدر تعریف کرکے بھی جو قرآن شریف میں کی گئی ہے اور آپ کو خاتم الانبیاء ٹھہرا کر بھی پھر بھی اور آپ کے بعد نبوت کے تخت پر بیٹھا دیتا تو آپ کی کسقدر کسر شان ہوتی اور اس سے تو یہ ثابت ہوتا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی توجہ قدسی بہت ہی کمزور ہے کہ آپ سے ایک شخص بھی ایسا تیار نہ ہو سکا جو آپ کی امت کی اصلاح کر سکتا۔ اس سے نہ صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کسر شان ہوتی بلکہ یہ امر جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے منافی غیرت بھی ہوتا ہر شخص میں دنیا کے اونے اونے معاملات کے لئے غیرت ہوتی ہے تو کیا انبیاء علیہم السلام میں خدائی تعلقات میں بھی غیرت نہیں؟ معاذ اللہ اس قسم کے کلمات کفر کے کلمات ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسے علیہ السلام زندہ ہوتے تو وہ بھی میری ہی اطاعت کرتے اس سے کیا مراد تھی یہی کہ آپ کی نبوت کے زمانہ میں اور کوئی دوسرا نبی نہیں آسکتا تھا۔ ایسا ہی جب حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کے پاس آپ نے توریت کا ایک ورق دیکھا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سرخ ہو گیا اس کی وجہ کیا تھی؟ یہی غیرت تھی۔ جس سے چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ نے جب آنحضرت کو دیکھا تو حضرت عمرؓ کو مخاطب کرکے کہا کہ اے عمرؓ کیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کو نہیں دیکھتا یہ سن کر حضرت عمرؓ نے وہ کاغذ اپنے ہاتھ سے پھینکدیا۔ اور اس طرح پر غیرت نبوی کا ادب کیا۔ بھلا جب ایک چھوٹی سی بات کے لئے آپ کا چہرہ غیرت سے سرخ ہو گیا تھا تو کیا اگر وہی مسیح جو بنی اسرائیل کا آخری رسول تھا اگر آپ کی امت کی اصلاح اور آپ کی ختم نبوت کی مہر کو توڑنے کے واسطے آجاوے گا تو آپ کو غیرت نہ آئے گی؟ اور کیا خدا تعالے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اسقدر ہتک کرنی چاہتا ہے۔ افسوس ہے یہ لوگ مسلمان کہلا کر اور آپ کا کلمہ پڑھ کر بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں۔ اور آپ کو خاتم النبیین مان کر پھر آپ کی مہر کو توڑتے ہیں اور اللہ تعالے پر بھی الزام لگاتے ہیں کہ وہ پسند کرتا ہے کہ اسقدر تعریفوں کے بعد جو قرآن شریف میں آپ کی کی گئی ہیں آپ سے یہ سلوک کرے؟ معاذ اللہ۔

شیعہ لوگوں کے ذکر پر فرمایا کہ ہمیں ان لوگوں کی حالت پر تعجب آتا ہے کہ اگر حضرت حسین رضؓ کی ایسی ہی شان اور عظمت تھی جو یہ بیان کرتے ہیں اور کل نبیوں کی نجات ان کی ہی شفاعت سے ہوئی ہے تو پھر تعجب ہے کہ قرآن شریف میں آپ کا نام ایک مرتبہ بھی اللہ تعالے نے نہ لیا اور زید جو ایک معمولی صحابی تھے ان کا نام تو قرآن نے لے دیا مگر امام حسین رضؓ کا جو ایسے جلیل القدر نبی اور کل انبیاء علیہم السلام کے شفیع تھے ان کا نام بھی قرآن شریف نے نہ لیا۔ کیا قرآن شریف کو بھی ان سے کچھ عداوت تھی؟

اگر کوئی یہ کہے کہ قرآن شریف میں (جیسا کہ شیعہ کہتے ہیں۔ ایڈیٹر) تحریف ہو گئی ہے۔ اور آپ کا نام بھی محرف مبدل ہو گیا ہوگا۔ تو یہ الزام بھی ان ہی کی گردن پر ہے۔ کیونکہ جن کی طرف یہ تحریف منسوب کیجاتی ہے ان کی وفات کے بعد جناب علی رضؓ تو زندہ تھے اور وہ اپنے وقت کے مقتدر خلیفہ تھے۔ شیر خدا تھے جب ان کو یہ معلوم تھا کہ اس قرآن میں تحریف کی گئی ہے تو کیوں انہوں نے اس کو درست نہ کیا ان کو چاہیئے کہ اصل قرآن شریف کی اشاعت کرتے اور اس کو درست کر دیتے لیکن جبکہ انہوں نے بھی یہی قرآن رکھا اور اپنا صحیح اور درست قرآن شائع نہ کیا۔ تو یہ الزام بھی ان کے اپنے ہی سر رہا۔ ان کا حق تھا اور ان پر فرض تھا کہ جب اصل قرآن شریف گم کر دیا گیا تھا۔ تو اس وقت تو بھلا وہ خوف کے مارے کچھ نہ کر سکتے تھے مگر ان کی وفات کے بعد تو ان کو موقع تھا کہ لوگوں میں اس امر کا اعلان کر دیتے کہ اصل قرآن شریف یہ ہے اور جو تمہارے پاس ہے وہ محرف مبدل ہو گیا ہے مگر جب انہوں نے ایسا نہیں کیا تو پھر یہ الزام ان پر رہا +

۲۔ مئی ۱۹۰۳ء

دعا اور الہام فرمایا آج ہم نے عام طور پر بہت سے بیماروں کے لئے دعا کی تھی جس پر اللہ تعالے کی طرف سے الہام ہوا کہ "آثار صحت" یہ نہیں معلوم کہ کس شخص کے متعلق ہے۔ دعا عام تھی۔

ہدایت مجاہدہ اور تقوے پر منحصر ہے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالے سے ڈر کر اس کی راہ کی تلاش میں کوشش کرتا ہے اور اس سے اس امر کی گرہ کشائی کے لئے دعائیں کرتا ہے تو اللہ تعالے اپنے قانون کے موافق (والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا) یعنے جو لوگ ہم میں ہو کر کوشش کرتے ہیں ہم اپنی راہیں ان کو دکھا دیتے

ہیں) خود ہاتھ پکڑ کر راہ دکھاتا ہے اور اسے اطمینان قلب عطا کرتا ہے اور اگر خود دل ظلمت کدہ اور زبان دعا سے بوجھل ہو اور اعتقاد شرک و بدعت سے ملوث ہو تو وہ دعا ہی کیا ہے اور وہ طلب ہی کیا ہے جس پر نتائج حسنہ مترتب ہوں۔ جب تک انسان پاک دل اور صدق و خلوص سے تمام ناجائز رستوں اور امیدوں کے دروازوں کو اپنے اوپر بند کر کے خدا تعالیٰ ہی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتا۔ اس وقت تک وہ اس قابل نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید اسے ملے لیکن جب وہ اللہ تعالیٰ ہی کے دروازہ پر گرتا اور اسی سے دعا کرتا ہے تو اس کی یہ حالت جاذب نصرت اور رحمت ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ آسمان سے انسان کے دل کے کونوں میں جھانکتا ہے اور اگر کسی کونے میں بھی کسی قسم کی ظلمت یا شرک و بدعت کا کوئی حصہ ہوتا ہے تو اس کی دعاؤں اور عبادتوں کو اس کے منہ پر الٹا مارتا ہے اور اگر دیکھتا ہے کہ اس کا دل ہر قسم کی نفسانی اغراض اور ظلمت سے پاک صاف ہے تو اس کے واسطے رحمت کے دروازے کھولتا ہے اور اسے اپنے سایہ میں لے کر اس کی پرورش کا خود ذمہ لیتا ہے۔

اس سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے اور اس پر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ آتے ہیں اور وہ صاحب اغراض ہوتے ہیں اگر اغراض پورے ہو گئے تو خیر ورنہ کدھر کا دین اور کدھر کا ایمان۔ لیکن اگر اسکے مقابلہ میں صحابہ کی زندگی میں نظر کی جاوے تو ان میں ایک بھی ایسا واقعہ نہیں آئیگا انہوں نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ ہماری بیعت تو بیعت توبہ ہی ہے۔ لیکن ان لوگوں کی بیعت تو سر کٹانے کی بیعت تھی۔ ایک طرف بیعت کرتے تھے اور دوسری طرف اپنے سارے مال و متاع عزت و آبرو اور جان و مال سے دست کش ہو جاتے تھے گویا کسی چیز کے بھی مالک نہیں ہیں۔ اور اس طرح ان کی کل امیدیں دنیا سے منقطع ہو جاتی تھیں۔ ہر قسم کی عزت و عظمت اور جاہ و حشمت کے حصول کے ارادے ختم ہو جاتے تھے کس کو یہ خیال تھا کہ ہم بادشاہ بنیں گے یا کسی ملک کے فاتح ہوں گے۔ یہ باتیں ان کے وہم و خیال میں بھی نہ تھیں بلکہ وہ تو ہر قسم کی امیدوں سے الگ ہو چکے تھے۔ اور ہر وقت خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر دکھ اور مصیبت کو لذت کے ساتھ برداشت کرنے کو تیار ہو جاتے تھے یہاں تک کہ جان تک دے دینے کو آمادہ رہتے تھے ان کی اپنی تو یہی حالت تھی کہ وہ اس دنیا سے بالکل الگ اور منقطع تھے لیکن یہ الگ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت کی اور ان کو نوازا۔ اور ان کو جنہوں نے اس راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا اس کو ہزار چند کر دیا۔ دیکھئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال و متاع خدا کی راہ میں دیدیا اور آپ کمبل پہن لیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس پر انہیں کیا دیا۔ تمام عرب کا انہیں بادشاہ بنا دیا اور اسی کے ہاتھ سے اسلام کو نئے سرے سے زندہ کیا۔ اور مرتد عرب کو پھر فتح کر کے دکھا دیا اور وہ کچھ دیا جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ غرض ان لوگوں کے صدق و وفا اور اخلاص و مروت ہر مسلمان کے لئے قابل اسوہ ہے۔ صحابہ کی زندگی ایک ایسی زندگی تھی کہ تمام نبیوں میں سے کسی نبی کی زندگی میں یہ مثال نہیں پائی جاتی اور آپ کے صحابہ کے مقابلہ میں حضرت مسیح کے حواری تو بہت ہی گری ہوئی حالت میں نظر آتے ہیں ان میں وہ جوش صدق و وفا جو ایک مرید کو اپنے مرشد کے لئے ہونا چاہئے پایا ہی نہیں جاتا بلکہ مصیبت کے وقت سب بھاگ گئے۔ اور جو پاس رہ گیا اس نے لعنت بھیجنی شروع کر دی۔

اصل بات یہ ہے کہ جب تک انسان اپنی خواہشوں اور اغراض سے الگ ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور نہیں آتا ہے۔ وہ کچھ حاصل نہیں کرتا بلکہ اپنا نقصان کرتا ہے لیکن جب وہ تمام نفسانی خواہشات اور اغراض سے الگ ہو جاوے اور خالی ہاتھ اور صافی قلب لیکر خدا کے حضور جاوے تو خدا اس کو دیتا ہے اور خدا اس کی دستگیری کرتا ہے۔ مگر شرط یہی ہے کہ انسان مرنے کو تیار ہو جاوے۔ اور اس کی راہ میں ذلت اور موت کو خیر باد کہنے والا بن جاوے +

دیکھو دنیا ایک فانی چیز ہے۔ مگر اسکی لذت بھی اسی کو ملتی ہے جو اس کو خدا کے واسطے چھوڑتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کا مقرب ہوتا ہے خدا تعالیٰ دنیا میں اس کے لئے قبولیت کو پھیلا دیتا ہے۔ یہ وہی قبولیت ہے جس کے لئے دنیا دار ہزاروں کوششیں کرتے ہیں کہ کسی طرح کوئی خطاب مل جاوے یا کسی عزت کی جگہ یا دربار میں کرسی ملے اور کرسی نشینوں میں نام لکھا جاوے غرض تمام دنیوی عزتیں اسی کو دیجاتی ہیں۔ اور ہر دل میں اسی کی عظمت اور قبولیت ڈالدی جاتی ہے جو خدا تعالیٰ کے لئے سب کچھ چھوڑنے اور کھونے پر آمادہ ہو جاتے ہیں نہ صرف آمادہ بلکہ چھوڑ دیتے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے واسطے کھونے والوں کو سب کچھ دیا جاتا ہے اور وہ نہیں مرتے ہیں جب تک وہ اس سے کئی چند نہ پالیں جو انہوں نے خدا کی راہ میں دیا ہے خدا تعالیٰ کسی کا قرض اپنے ذمہ نہیں رکھتا ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ ان باتوں کو ماننے والے اور ان کی حقیقت پر اطلاع پانے والے بہت ہی کم لوگ ہیں +

ہزاروں اہل صدق و وفا گذرے ہیں کہ کسی نے نہ دیکھا ہوگا اور نہ کسی نے سنا ہوگا۔ کہ وہ ذلیل و خوار ہوتے ہوں۔ دنیوی امور میں اگر وہ نہایت درجہ کی ترقی کرتے تو زیادہ سے زیادہ تین چار آنے کی مزدوری کر لیتے اور کس میرسی اور گمنام لوگوں میں سے ہوتے۔ مگر جب انہوں نے اپنے آپ کو خدا کی راہ میں لگایا تو خدا نے انکو ایسا کیا کہ تمام دنیا میں نامور بن گئے۔ اور ان کی عزت و عظمت دلوں میں بٹھائی گئی۔ اور اب ان کے نام ستاروں کی طرح چمکتے ہیں۔ دنیوی عظمت اور عزت بھی بذریعہ دین ہی حاصل ہوتی ہے۔ پس مبارک وہی ہے جو دین کو مقدم کرے۔ دیکھو ایک جونک کی نسبت بیل کو اور ایک بیل کی نسبت انسان کو اور انسانوں میں خواص کو اللہ تعالیٰ نے لذات اور حظوظ دئے ہوئے ہیں اور خواص کو خاص قسم لذتوں کے ملتے ہیں۔ اسی طرح جو لوگ خدا کے مقرب ہو کر خواص بنتے ہیں تو ان کو دنیوی لذائذ وغیرہ بھی اعلےٰ درجے کے ہوتے ہیں ایک پنجابی شعر ہے جو بالکل کلام الٰہی کے موافق اسی کا گویا ترجمہ ہے کہ جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو۔ پس خدا تعالیٰ کے خاص بندے بننے کی کوشش کرنی چاہئے +

تقریر دلپذیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

خلاصہ تقریر فاضل امروہی جو ایک مولوی صاحب تو وارد سے واقع ہوئی

جو گفتگو دربارہ معنی توفی کے کی گئی تھی کہ معنی اسکے سوائے قبض روح کے اور کچھ نہیں

کئے ہیں اور بیان نیز تو وہ قبض روح مراد لیتی ہے
جو موت میں واقع ہوتا ہے) اس گفتگو کی تحقیق
کی کچھ ضرورت نہیں ہے ہاں منجملہ اس کے یہ نکتہ
ضروری البیان ہے کہ چونکہ بیان نفی الوہیت عیسیٰ
کے سیاق میں یہ توفی واقع ہوئی ہے۔ لہذا
معنے اس کے بیان پر سوائے موت حقیقی کے اور
کچھ نہیں ہو سکتے کیونکہ توفی بمعنے موت حقیقی کے
ہی الوہیت عیسیٰ کے لئے زیادہ منافی ہے بہ نسبت
نیند و بے ہوشی وغیرہ کے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے
دوسرے مقام پر اسی موت حقیقی من دون اللہ
کو رد الوہیت الذین من دون اللہ کے لئے برہان
قاطع قرار دیا ہے کما قال اللہ تعالیٰ والذین
یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً و ہم
یخلقون اموات غیر احیاء و ما یشعرون ایان
یبعثون۔ اور بقیہ تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ آیت
کنت علیہم شہیداً ما دمت فیہم فلما توفیتنی
کنت انت الرقیب علیہم جو حضرت عیسےٰ
کے سیاق جواب بروز قیامت آخر سورہ مائدہ
میں واقع ہوئی ہے۔ جب کہ حضرت عیسےٰ خود
نزول من السماء فرما کر اس جواب مندرجہ
آیت کی تلاوت فرما دیگے تو اس جواب مندرجہ
آیت کو حسب عقیدہ مخالفین کے محض غلط
یا ناقص الجواب کہہ سکتے ہیں و نعوذ باللہ منہ۔
وجہ یہ کہ سوال اللہ تعالیٰ کا جو حضرت عیسےٰ
سے قرآن مجید میں مذکور ہوا ہے اگرچہ بروز
قیامت ہی یہ سوال واقع ہو مگر تاہم یہ سوال
اس شرک کی نسبت بھی ہے جو قبل وقت
نزول سے بعد الرفع العبودی اب تک نصاریٰ
سے واقع ہو رہا ہے تاکہ نصاریٰ سے موجودہ زمانہ
نزول قرآن مجید پر بھی اتمام حجت ہو جائے
اور ان کو بخوبی تنبیہ کی جاوے۔ اور یہ تو ہرگز
نہیں ہو سکتا کہ صرف شرک بعد الوفات
عیسےٰ سے ہی مطالبہ ہوا اور جو شرک دو ہزار
برس تک یا اس سے زیادہ مدت تک بعد الرفع
الی موسوم واقع ہوا ہے۔ قیامت میں اسکا کچھ
مطالبہ نہ ہو۔ اندریں صورت جواب حضرت
عیسےٰ کا اپنی بریت کے لئے یہ ہونا چاہئے تھا کہ
فلما نزلت من السماء کسرت الصلیب۔ و
رددت التثلیث و ہدیت النصاریٰ
الی توحید الاسلام اربعین سنۃ و کذا و کذا۔
اور اگر جواب اختصار ہی منظور تھا تو توفیتنی کے
اول میں رفعتنی بھی ضروری البیان تھا یعنے
فلما رفعتنی و توفیتنی۔ اور چونکہ حضرت عیسےٰ
کی بریت ایسے اکبر الکبائر سے کرنی منظور ہے
جس کی نسبت وارد ہے کہ ان الشرک لظلم
عظیم۔ تو اس امر کی ضروری ہو کہ دونوں زمانوں
کے شرکوں سے خصوصاً بعد الرفع کے شرک سے
بھی بریت ظاہر کیجاوے۔ مگر یہاں پر برعکس مقتضیٰ
ہے کہ صرف بعد الوفات کے شرک سے تو بریت
ظاہر کی گئی ہے اور بعد الرفع کے شرک کی بریت
سے محض سکوت اختیار کیا گیا جس سے نصاریٰ
موجودین پر بھی کوئی اتمام حجت نہیں ہو سکتا
اور اس سوال و جواب کے نقل کرنے سے نصاریٰ
کے لئے کوئی تنبیہ نہیں حاصل ہو سکتی ہے۔
پس جواب مندرجہ قرآن مجید سے پوری بریت
حضرت عیسےٰ کی نہیں ہو سکتی سہ

دو چیز طیرہ عقل است دم فرو بستن
بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی

اور چونکہ آیت مذکورہ میں ضمیر منفصل انت کے
ساتھ تاکید واقع ہوئی ہے جو مفید حصر ہے لہذا
حاصل معنے آیت کے یہ ہوئے کہ میری وفات
کے تو ہی ان کا رقیب و خبردار تھا۔ مجھکو ان کے
اس شرک کرنے کی کچھ خبر نہیں +

الحاصل پورا جواب بریت عیسویہ کا
تب ہوتا کہ کہا جاتا کہ الہم نہ مجھکو بعد رفع کے خبر
ہے اور بعد موت کے۔ ہاں بعد النزول میں نے
اس شرک میں سب کچھ کیا ہے جو مجھکو معلوم
ہے +

مولویصاحب نووارد چونکہ حسب اقرار خود
علمی طور پر سمجھنا چاہتے لہذا اس میں خوب غور کریں
اور پھر آیت کے مضمون کو سمجھیں کہ بغیر اجتہاد
کرنے ہمارے مسلک کے نعوذ باللہ قرآن مجید
قابل اصلاح عیسوی ہو جاویگا +

سید محمد احسن محررہ ۴ مئی ۱۹۰۳ء

چونکہ ذیل رقیمۃ الوداد کی گنجائش اس نمبر میں
نہیں تھی لہذا آئندہ نمبر میں انشاء اللہ تعالیٰ
درج ہوگا۔

اطلاع ضروری

نمبر ۱۶ صفحہ ۱۳ سطر ۳۳ کالم ۲ میں غلطی
واقع ہے جس کی عبارت غلطیوں لکھی گئی
ہے۔ جن اشیاء کی حلت سنت صحیحہ میں
موجود ہے وہ سب خبائث میں داخل ہیں
کیونکہ وہ سب محرمات بحکم ثم ان علینا بیانہ کے
بواسطے اس رسول نبی امی صلعم کے مبین ہو چکی
ہیں۔ صحیح عبارت یوں ہے۔ جن اشیاء کی
حلت یا حرمت سنت صحیحہ میں موجود ہے وہ
سب طیبات یا خبائث میں داخل ہیں کیونکہ
وہ سب طیبات یا محرمات۔ آخر تک +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

کیا یہ کوئی چھوٹی سی بات ہے یا کوئی معمولی اشتہار
ہے کہ اس کی طرف توجہ نہ کیجاوے +

قرآن شریف صرف چھ ماہ میں پڑھایا جاتا ہے

ہم بذریعہ اشتہار ہذا قرآن شریف کے عاشقوں اور اپنی
اولاد کے سچے خیرخواہوں کو جو اپنی اولاد کے اوقات عزیز
کی قدر کرتے ہیں یہ خوشخبری دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ
نے اپنے خاص فضل اور کرم سے ہمیں یہ نعمت عظمےٰ عطا
فرمائی ہے کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ ایک متوسط ذہن کے لڑکے
کو جس کی عمر دس سال سے کم نہ ہو چھ ماہ میں اس خوبی کر
قرآن شریف پڑھا سکتے ہیں کہ بعد فراغ دادہ
پر اگر امتحاناً بچے سے قرآن شریف سنا جاوے تو
وہ صحت اور عمدگی سے سنائے گا اور یہ امر قرآن
شریف تک ہی محدود نہیں بلکہ ہر ایک اعراب دار
عربی کتاب کو باسانی پڑھ سکیگا +

پس جو لوگ اپنی اولاد کو قرآن جیسی رحمت
نور۔ ہدایت اور شفا سے بہرہ ور کرنا چاہتے ہیں
وہ اپنے بچوں کو ہمارے پاس قادیان میں بھیجدیں +
یہ بھی ذکر کر دینا ضروری ہے کہ بچوں کو جناب
حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نورالدین صاحب
کے قابل قدر مشوروں کے مطابق تربیت دیجاویگی
اور ان کی خوراک اور رہائش وغیرہ میں صاحب
موصوف کے مشورے مقدم ہوں گے۔ اور بچوں کو
نہایت نرمی محبت اور پیار سے ان کی عمر کے
تقاضہ کے مطابق نہایت عمدگی سے رکھا جاویگا۔
اور ان کی تعلیم و تربیت نہایت معقول طرز سے
کیجاوے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ وما توفیقنا الا باللہ

شرائط ذیل کی رعایت ہر صاحب کو لازمی ہوگی

(۱) داخلہ ایک روپیہ۔ اور فیس ماہوار صرف روپیہ ہوگی
جو کل پہلے حضرت حکیم الامت کے پاس یا جسے وہ
مقرر فرمائیں بطور امانت جمع کرا دینی چاہئے یا ہر ماہ
ماہ کی فیس پیشگی ادا کر دیجاوے۔ اگر قرآن شریف
کے ختم ہونے پر قدردان اس سے زیادہ قدردانی
کریں تو بسر و چشم قبول کیجاوے گی +

(۲) ہر ایک طالب علم کو چھ ماہ کی حاضری ضروری
ہوگی۔ ایام رخصت یا بیماری وغیرہ اس میں شامل
نہ ہوں گے +

(۳) انتظام سکونت اور خوراک وغیرہ منتظمین
کے ذمہ ہوگا مگر اس کے اخراجات پیشگی بلغ للعہ
بطور امانت جمع کرانے ہوں گے۔ جو فیس مقررہ

کے علاوہ ہون گے - اور ان کا حساب ہر ماہ کے آخیر پر کر دیا جاوے گا - کمی بیشی یعنی دینی ہوگی +

(۴) ہر ماہ کے اختتام پر لڑکون کی ترقی کی رپورٹ مصدقہ جناب حضرت حکیم الامت طالب علمون کے سرپرستون کو بھیجی جایا کرے گی +

(۵) کل طالب علمون کو اجازت ہوگی کہ وہ تعلیم کے علاوہ اوقات کو اپنے سرپرستون کی منشار کے مطابق صرف کرین +

(۶) جو صاحب اپنے بچون کو بھیجنا چاہین وہ پہلے بچے کا نام وغیرہ اور داخلہ کا روپیہ بھیجدین پھر جب درخواستون کی کافی تعداد ہو جاوے گی تو ان کو اطلاع دیجاوے گی کہ فلان تاریخ تک لڑکون کو قادیان مین پہونچا دین +

تصدیق - جہانتک میرا اپنا تجربہ اور علم ہے مجھے یقین ہے کہ دونون صاحب بہت نیک نیت ہین - انشاء اللہ بچون کے لئے ان کے مساعی مشکور ہون گے + دستخط - نور الدین

خاکساران شیخ عبد الرحمن قادیانی احمدی - و شیخ محمد اسمٰعیل سرساوی احمدی -

۲۷ - اپریل ۱۹۰۳ء

دربار شام

۴ - مئی ۱۹۰۳ء

فرمایا کہ عادات اور رسوم کا قطع قمع کرنا نہایت مشکل ہوتا ہے اور یہی ایک حجاب ہزارون انوار سے محروم بھی رکھتا ہے ورنہ ہمارا معاملہ تو نہایت ہی صاف اور کھلا کھلا ہے - کیسے ہی دلائل اور براہین سے ایک امر کو مدلل کرکے کیون نہ بیان کیا جاوے عادت و رسم کا پابند ضرور اس کے ماننے مین پس و پیش کرے گا - اور جب تک وہ اس حجاب کو پھاڑ کر باہر نہ نکلے اسے حق لینا نصیب ہی نہین ہوتا +

آنحضرت صلعم کی صداقت کیسی اجلا اور روشن تھی مگر ان کے دعوے کے وقت بھی عیسائی راہبون اور یہودی مولویون نے جو عادت اور رسم کے پابند تھے ہزارون عذر تراشے اور آپ کو صادق کہنے کی بجائے کاذب کا خطاب دیا گویا رسم اور عادت کی ظلمت نے ان کی آنکھون پر ایسا پردہ ڈالا ہوا تھا کہ وہ نور کو ظلمت کہتے تھے ورنہ آپ کے معجزات بینات - اور فیوض و مقدرکامل اور واضح تھے کہ کسی کو ان سے انکار ممکن نہ تھا +

اس زمانے مین بھی اللہ تعالے نے ہر ایک قسم دلائل اور بینات ہمارے واسطے جمع کر دئے ہین انسان کے تسلی پانے کے تین ہی طریق ہوا کرتے ہین -

اول نقلی دلایل - سو وہ قرآن شریف کے نصوص سے ثابت ہین - کیونکہ جو شخص قرآن شریف کو کلام الٰہی مانتا ہے اسے تو ہر بن چارہ نہین بلکہ اس کا ایمان ہی کلام الٰہی کے بغیر ناقص ہے +

نقل دلایل کا دوسرا حصہ احادیث ہین - سو ان مین سے وہ احادیث قابل پذیرائی ہین جو قرآن شریف کے معارض نہ ہون - کیونکہ جو حدیث قرآن شریف کے مخالف معارض وہ ردی ہے - اور قبول کرنے کے لائق نہین - مثلاً قرآن شریف بتاتا ہے کہ حضرت ابراہیم ع حضرت موسےٰ ع سے پہلے ہوئے ہین مگر اگر حدیث مین یہ ہو کہ حضرت موسےٰ ع حضرت ابراہیم ع سے پہلے ہوئے ہین تو وہ بالکل ردی ہے اور ماننے کے لائق نہین - یا ایسی ہی اگر اور کوئی مخالفت صریح قرآن شریف کی کوئی حدیث کرے تو وہ بھی اسی ذیل مین داخل ہو -

احادیث مین احتمال صدق اور کذب دونون طرح کا ہے کیونکہ احادیث تو قرآن شریف کی طرح اس وقت رسول اللہ صلعم جمع نہین کین - اور نہ ہی ان کا قرآن شریف کی طرح کوئی نام رکھا ہے بلکہ آپ سے قریباً اڑہائی سو برس بعد جمع ہوئی ہین غرض ان کی صدق کذب کا معیار قرآن شریف ہے پس جو احادیث قرآن شریف کے معارض نہین وہ ماننے کے لائق ہین + یہ جو ۷۳ فرقے بن گئے ہین یہ بھی تو ان احادیث کے نتائج مین سے ایک نتیجہ ہے - جب لوگون کی توجہ قرآن شریف سے ہٹ گئی اور احادیث کو قرآن شریف پر قاضی جانا تو یہان تک نوبت پہونچی +

دوسرا ذریعہ عقل ہے جس سے انسان حق کو پہچان سکتا ہے - چنانچہ قرآن شریف مین مجرمین کے الفاظ درج ہین کہ لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر - سو اگر ان لوگون سے سوال کیا جاوے کہ کیا عقل اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ کوئی شخص زندہ بجسم العنصری آسمان پر چلا جاوے اور دو ہزار برس تک وہین بیٹھا رہے اور کسی قسم کی ضروریات اور عوارض اسے نہ لگین کیا کوئی عقل ہے جو اس خصوصیت کو مان سکے بھلا ان لوگون سے پوچھا جاوے کہ اس خصوصیت کی جو تم نے حضرت عیسےٰ مین مانی ہے کیا وجہ ہے - یہ تو ایک قسم کا ایک شرک ہے - اللہ تعالے فرماتا ہے کہ فسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون - اللہ تعالے انسان کو متوجہ کرتا ہے کہ ہر ایک امر مین نظائر ضروری ہین - جس چیز مین نظیر نہین وہ چیز خطرناک ہے + آج کل جس طرح کا ہمارا جھگڑا ہے اسی قسم کا ایک جھگڑا پہلے بھی اہل کتاب مین گذر چکا ہے اور وہ الیاس کا معاملہ تھا - ان کی کتابون مین لکھا تھا کہ مسیح ع آسمان سے نہین نازل ہوگا جب تک ایلیا آسمان سے دوبارہ نہ آئے - اسی بنا پر جب حضرت مسیح آئے اور انہون نے یہود کو ایمان کی دعوت کی تو انہون نے صاف انکار کیا کہ ہمارے ہان مسیح کی علامت یہ ہے کہ اس سے پہلے ایلیا آسمان سے دوبارہ نازل ہوگا - مگر حضرت مسیح نے اس کی یہی تاویل کی تھی کہ یہی شخص یعنے یوحنا (یحییٰ) ہی الیاس ہے اور یہ اس کی (الیاس) خو بو لیکر آیا ہے اسی کو ایلیا مان لو - وہ آسمان سے دوبارہ نہین آویگا جس نے آنا تھا وہ آچکا - چاہو مانو چاہو نہ مانو + غرض حضرت عیسےٰ ع پر بھی یہ ایک مصیبت پڑ چکی تھی - اور ان کا فیصلہ ہمارے اس مقدمہ کے لئے ایک دلیل ہو سکتا ہے - اگر حضرت عیسےٰ ع یہود کے مقابل مین حق پر تھے تو ہمارا معاملہ بھی صاف ہے ورنہ پہلے حضرت عیسےٰ ع کی نبوت کا انکار کرین - بعد مین ہمارا معاملہ آئے گا +

اگر واقعی طور پر ان یہودیون کی طرح یہ یہودی بھی حق پر ہین تو پھر اول تو حضرت عیسےٰ کی نبوت کا ثبوت نہین تو ان کا آسمان سے آنا کجا - پس یا تو یہ مسلمان اس بات کو مان لین کہ آسمان پر کوئی شخص زندہ نہین جایا کرتا - اور نہ ہی وہ دوبارہ واپس آیا کرتے ہین - اور وہ اسی قاعدے کے مطابق حضرت عیسےٰ ع کو دوسرے انبیاء کی طرح وفات پائے ہوئے مان لین - اور یا حضرت عیسےٰ ع کی نبوت سے انکار کرین - اور اس طرح پر ان کی آمد کے متعلق تمام امیدون سے ہاتھ دھو لین غرض ان کی منفرد اور خاص قسم کی زندگی ایک خطرناک قسم کا شرک ہے - غرض دوسری قسم کے دلایل عقلی تھے سو ان کے رو سے بھی یہ قوم ملزم ہے +

(باقی آئندہ)

انوار احمدیہ پریس قادیان مین باہتمام شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر کے چھپکر شائع ہوا

کسی سے پوشیدہ نہیں وہ سارے عیبوں اور برائیوں کا مجموعہ بنے ہوئے تھے اور صدیوں سے ان کی یہ حالت بگڑی ہوئی تھی مگر کسقدر آپکے فیوضات اور برکات میں قوت تھی کہ ۲۳ برس کے اندر کل ملک کی کایا پلٹ دی۔ یہ تعلیم ہی کا اثر تھا۔

ایک چھوٹی سی چھوٹی سورۃ بھی اگر قرآن شریف کی لے کر دیکھی جاوے تو معلوم ہوگا کہ اس میں فصاحت بلاغت کے مراتب کے علاوہ تعلیم کی ذاتی خوبیوں اور کمالات کو اس میں بھر دیا ہے۔ سورہ اخلاص ہی کو دیکھو کہ توحید کے کل مراتب کو بیان فرمایا ہے اور ہر قسم کے شرکوں کا رد کر دیا ہے۔ اسی طرح سورہ فاتحہ کو دیکھو کہ کسقدر اعجاز ہے۔ چھوٹی سی سورہ جس کی سات آیتیں ہیں لیکن دراصل سارے قرآن شریف کا فن اور خلاصہ اور فہرست ہے۔ اور پھر اس میں خدا تعالےٰ کی ہستی اس کے صفات۔ دعا کی ضرورت اس کی قبولیت کے اسباب اور ذرایع مفید اور سود مند دعاؤں کا طریق نقصان رسان راہوں سے بچنے کی ہدایت سکھائی ہے وہاں دنیا کے کل مذاہب باطلہ کا رد اس میں موجود ہے۔

اکثر کتابوں اور اہل مذہب کو دیکھو گے کہ وہ دوسرے مذاہب کی برائیاں اور نقص بیان کرتے ہیں اور دوسری تعلیموں پر نکتہ چینی کرتے ہیں مگر ان نکتہ چینیوں کو پیش کرتے کرتے ہوئے یہ کوئی اہل مذہب نہیں کرتا کہ اسکے بالمقابل کوئی عمدہ تعلیم پیش بھی کرے اور دکھائے کہ اگر میں فلاں بری بات سے بچانا چاہتا ہوں تو اس کی بجائے یہ اچھی تعلیم دیتا ہوں۔ یہ کسی مذہب میں نہیں یہ فخر قرآن شریف ہی کو ہے کہ جہاں وہ دوسرے مذاہب باطلہ کا رد کرتا ہے۔ اور ان کی غلط تعلیموں کو کھولتا ہے۔ وہاں اصلی اور حقیقی تعلیم بھی پیش کرتا ہے۔ جسکا نمونہ اس سورہ فاتحہ میں دکھایا ہے کہ ایک ایک لفظ میں مذاہب باطلہ کی تردید کر دی ہے مثلاً فرمایا الحمد للہ ساری تعریفیں خواہ وہ کسی قسم کی ہوں وہ اللہ تعالےٰ ہی کے لئے سزاوار ہیں۔ اب اس لفظ کو کہہ کر یہ ثابت کیا کہ قرآن شریف جس خدا کو منوانا چاہتا ہے وہ تمام نقایص سے منزہ اور تمام صفات کاملہ سے موصوف ہے۔ کیونکہ اللہ کا لفظ اسی ہستی پر بولا جاتا ہے جس میں کوئی نقص ہو ہی نہیں۔ اور کمال دو قسم کے ہوتے ہیں یا بلحاظ حسن کے یا بلحاظ احسان کے پس وہ دونوں قسم کے کمال اس لفظ میں پائے جاتے ہیں۔ دوسری قوموں نے جو لفظ خدا تعالےٰ کے لئے تجویز کئے ہیں وہ ایسے جامع نہیں ہیں۔ اور یہی لفظ اللہ کا دوسرے باطل مذاہب کے معبودوں کی ہستی اور ان کی صفات کے مسئلہ کی پوری تردید کرتا ہے۔ مثلاً عیسائیوں کو لو وہ جس کو اللہ مانتے ہیں وہ ایک عاجز ضعیف عورت کا بچہ ہے جس کا نام یسوع ہے جو معمولی بچوں کی طرح دکھ درد کے ساتھ ماں کے پیٹ سے نکلا اور عوارض میں مبتلا رہا۔ بھوک پیاس کی تکلیف سے بے چین رہا۔ اور سخت تکلیفیں اور دکھ اسے اٹھانے پڑے۔ جیسے ضعف اور کمزوری کے عوارض ہوتے ہیں ان کا شکار رہا۔ آخر یہودیوں کے ہاتھوں سے پیٹا گیا اور انہوں نے پکڑ کر صلیب پر چڑھا دیا۔ اب اس صورت کو جو یسوع کی عیسائیوں نے جسکو خدا بنا رکھا ہے (انجیل سے ظاہر ہوتی ہے کسی دانشمند کے سامنے پیش کرو۔ کیا وہ کہدے گا کہ بیشک اس میں تمام صفات کاملہ پائی جاتی ہیں اور کوئی نقص اس میں نہیں؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ انسانی کمزوریوں اور نقصوں کا پہلا اور کامل نمونہ اسے ماننا پڑے گا۔ تو الحمد للہ کہنے والا کب ایسے کمزور اور مصلوب ملعون کو خدا مان سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن عیسائیوں کے بالمقابل ایسے خدا کیطرف بلاتا ہے جس میں کوئی نقص ہو سکتا ہی نہیں۔

پھر آریہ مذہب کو دیکھو وہ کہتے ہیں کہ ہمارا پرمیشر وہ ہے جسنے ذرات عالم اور ارواح عالم کو بنایا ہی نہیں بلکہ جیسے وہ ازلی ابدی ہے ویسے ہی ہمارے ذرات جسم وغیرہ بھی خدا کے بالمقابل اپنی ایک مستقل ہستی رکھنے والی چیزیں ہیں جو اپنے قیام اور بقا کے لئے اس کی محتاج نہیں ہیں بلکہ ایک طرح وہ اپنی خدائی چلانے کے واسطے ان چیزوں کا محتاج ہے وہ کسی چیز کا خالق نہیں اور پھر اس بات کا سمجھ لینا کچھ بھی مشکل نہیں کہ جو خالق نہیں وہ مالک کیسے ہو سکتا ہے؟ اور ایسا ہی ان کا اعتقاد ہے کہ وہ رازق کریم۔ وغیرہ کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ انسان کو جو کچھ ملتا ہے اس کے کرموں کا پھل ملتا ہے اس سے زیادہ اسے کچھ مل سکتا ہی نہیں۔

اب بتاؤ اسقدر نقص جس خدا میں پیش کئے جاویں عقل سلیم کب اسے تسلیم کرنیکے لئے رضامند ہو سکتی ہے؟ اسی طرح سے جسقدر مذاہب باطلہ دنیا میں موجود ہیں الحمد للہ کا جملہ خدا تعالےٰ کے متعلق ان کے کل غلط اور بیہودہ خیالات و معتقدات کی تردید کرتا ہے۔

پھر اس کے بعد رب العالمین کا لفظ ہے۔ جیسا پہلے بیان کیا گیا ہے اللہ وہ ذات جمیع صفات کاملہ ہے جو تمام نقائص سے منزہ ہو۔ اور حسن اور احسان کے اعلےٰ نکتہ پر پہنچا ہوا ہو تاکہ اس بے مثل و مانند ذات کیطرف لوگ کھنچے جائیں۔ اور روح کے جوش اور کشش سے اس کی عبادت کریں اسلئے پہلی خوبی احسان کی صفت رب العالمین کے اظہار سے ظاہر فرمائی ہے۔ جس کے ذریعہ سے کل مخلوق فیض ربوبیت سے فائدہ اٹھا رہی ہے۔ مگر اس کے بالمقابل باقی سب مذہبوں نے جو اس وقت موجود ہیں اس صفت کا بھی انکار کیا ہے۔ مثلاً آریہ جیسا ابھی بیان کیا ہے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ انسان کو جو کچھ مل رہا ہے وہ سب اس کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہے اور خدا کی ربوبیت سے وہ ہرگز ہرگز بہرہ ور نہیں ہے کیونکہ جب وہ اپنی روحوں کا خالق ہی خدا کو نہیں مانتے۔ اور ان کو اپنے بقا و قیام میں بالکل غیر محتاج سمجھتے ہیں۔ تو پھر اس صفت ربوبیت کا بھی انکار کرنا پڑا۔

ایسا ہی عیسائی بھی اس صفت کے منکر ہیں کیونکہ وہ مسیح کو اپنا رب سمجھتے ہیں اور ربنا المسیح کہتے پھرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کو جمیع ما فی العالم کا رب نہیں مانتے بلکہ مسیح کو اسکے فیض ربوبیت سے باہر قرار دیتے ہیں اور خود ہی اس کو رب مانتے ہیں اسی طرح پر عام ہندو بھی اس صداقت سے منکر ہیں کیونکہ وہ تو ہر ایک چیز اور دوسری چیزوں کو رب مانتے ہیں۔

برہمو سماج والے بھی ربوبیت تامہ کے منکر ہیں کیونکہ وہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ خدا نے جو کچھ کرنا تھا وہ سب یکبار کر دیا اور یہ تمام عالم اور اس کی قوتیں جو ایک دفعہ پیدا ہو چکی ہیں مستقل طور پر اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان میں کوئی تصرف نہیں کر سکتا۔ اور نہ کوئی ان میں تغیر و تبدل واقع ہو سکتا ہے ان کے نزدیک اللہ تعالےٰ اب معطل محض ہے۔ غرض جہانتک مختلف مذاہب کو دیکھا جاوے اور ان کے اعتقادات کی پڑتال کی جاوے تو صاف طور پر معلوم ہو جاویگا کہ وہ اللہ تعالےٰ کے رب العالمین ہونے کے قائل نہیں ہیں۔

یہ خوبی جو اعلےٰ درجہ کی خوبی ہے اور جسکا مشاہدہ ہر آن ہو رہا ہے صرف اسلام ہی نے بتایا ہے اور اسطرح اسی ایک لفظ کے ساتھ ان تمام غلط و بیہودہ اعتقادات کی بیخ کنی کر دی جو اس صفت کے خلاف دوسرے مذہب والوں نے خود بنا لئے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کی صفت الرحمن بیان کی ہے اور اس صفت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ انسان کی فطری خواہشوں کو اس کی دعا یا التجا کے بغیر اور بدون کسی عمل عامل کے عطا کرتا ہے مثلاً جب انسان پیدا ہوتا ہے تو اس کے قیام و بقا کے لیئے جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ پہلے سے موجود ہوتی ہیں بچہ پیچھے ہوتا ہے لیکن ماں کی چھاتیوں میں دودھ پہلے آجاتا ہے۔ آسمان۔ زمین۔ سورج۔ چاند ستارے۔ پانی ہوا وغیرہ یہ تمام اشیاء جو اس نے انسان کے لئے بنائی ہیں یہ اس کی صفت رحمانیت ہی کا تقاضے ہیں۔ لیکن دوسرے مذہب والے یہ نہیں مانتے کہ وہ بلا مبادلہ بھی فضل کر سکتا ہے؟ آریہ تو سرے سے اس مسئلہ کو مانتے ہی نہیں جب کہ رب العالمین کے معنے بیان کرتے وقت بتایا ہے۔ عیسائیوں نے بھی کفارہ کا مسئلہ درست کرنے کے لئے یہی اعتقاد کر رکھا ہے کہ وہ بلا مبادلہ رحم نہیں کر سکتا مگر آریوں سے تو یہ پوچھنا چاہئے کہ یہ زمین آسمان چاند سورج ہوا پانی جو موجود ہے۔ کن گذشتہ کرموں کا پھل ہے۔ باقی آئندہ

آریہ سماج پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظیم الشان فتح

کبھی نصرت نہیں ملتی درمولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

حضرت حجت اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے اغراض پر جب نظر کیجاتی ہے تو ان میں سے ایک عظیم الشان غرض آپ کی بعثت اور نزول کی قرآن شریف نے یہ بیان کی ہے لیظہرہ علی الدین کلہ۔ کل ادیان پر اسلام کو غالب کرنا یہ مسیح موعود کے ہاتھ پر مقدر ہو چکا تھا اسی لئے جہاں اس زمانہ میں تبلیغ و اشاعت مذہب کے ذریعے وسیع ہو گئے ہیں وہاں حکومت کیطرف سے بھی آزادی مل گئی ہے۔ جس کی وجہ سے تمام مذاہب میدان میں نکل آئے ہیں اور ہر ایک اپنے اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت میں کوشاں ہے۔ یہاں تک کہ وہ مذاہب جو اپنا مخفی رہنا ہی باعث عافیت سمجھتے تھے وہ بھی اپنے اصولوں کی اشاعت بیدریغ کرتے ہیں +

غرض حضرت مسیح موعود کے لیئے یہ مقدر ہو چکا ہے کہ آپ اسلام کو کل مذاہب پر غالب کریں اور یہ غلبہ دلائل و براہین اور آیات و خوارق ہوگا۔ اور یہی حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے بشارت دی ہے۔ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ یعنے میں اے مسیح موعود تیرے متبعین کو کافروں پر قیامت تک غالب رکھونگا۔ اب دونوں پیشگوئیوں کو دیکھو اور پچھلے پچیس برس کے واقعات پر نظر کرو کہ کس طرح حضرت مسیح موعود نے اسلام کو کل مذاہب پر غالب کیا ہے اور یہ بھی کہ آپکے سچے متبعین کو کس طرح ہر میدان مقابلہ میں نصرت اور ظفر ملی ہے +

یہی وجہ ہے کہ کسی آریہ عیسائی برہمو کو حوصلہ نہیں پڑتا کہ آپ کے متبعین کے ساتھ اپنے اصولوں پر گفتگو کر سکے + جس شخص کو ہمارے اس دعوے میں شک ہو وہ آزما کر دیکھ لے + اور اگر کہیں ایسا موقع کبھی آجاوے کہ باہم مکالمہ کی نوبت پہونچ جاوے تو منکر کو سخت زک اٹھا کر مبہوت ہونا پڑتا ہے اس کی تازہ نظیر لاہور آریہ سماج کا وہ مباحثہ ہے جو مسئلہ نیوگ اور طلاق کے متعلق سلسلہ عالیہ احمدیہ سے ۳۰ اپریل ۱۹۰۳ء کو ہوا ہے ہم اسکے تفصیلی حالات پھر لکھینگے انشاء اللہ مختصر طور پر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ اس جلسہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسلام کی وہ عظیم الشان فتح آریہ قوم کے مقابلہ پر ہوئی جو ایک عرصہ دراز تک یاد رہیگی اسلام کیطرف سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قابل قدر نوجوان ہمارے مخدوم بھائی ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب پروفیسر میڈیکل کالج لاہور تھے + آریہ سماج نے اس جلسہ کو بارونق بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا۔ اور سالانہ جلسہ کی طرح روشنی اور دیگر تکلفات کا انتظام کیا ہوا تھا اور ان کو خیال تھا کہ جلسہ ان کی کامیابی اور خوشی کا موجب ہوگا مگر جب گفتگو شروع ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے وہی سامان طرب انکے لئے ماتم کدہ بنا دیا۔ وہ کوئی جواب نہیں دے سکتے تھے اور ہمارے سپیکر نے جس قابلیت اور قادر الکلامی سے اپنے مضمون کو ادا کیا وہ انکی اپنی طاقت سے باہر تھا بلکہ وہ خود محسوس کرتے تھے اور انہوں نے اس امر کا اعتراف کیا کہ محض ربانی تائید سے وہ بول رہے تھے ان کی تقریر کا کچھ ایسا اثر سننے والوں پر پڑ رہا تھا کہ وہ خاموش سن رہے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسلام کے برکات اور انوار انکے دلوں میں جذب ہو رہے ہیں

ڈاکٹر صاحب نے اپنی تقریر سے پہلے یہ بات بطور اصول موضوعہ پیش کی کہ ہر ایک اہل مذہب جو اعتراض دوسرے کے مذہب پر کرے اس کی بنا اسکے اپنے مذہب کی مسلمہ الہامی کتب پر ہونی چاہئے۔ اور ان کتابوں پر ہو جنکو ہر ایک فریق اپنے لئے پیش کرے۔ چنانچہ انہوں نے بتایا کہ ہم قرآن مجید کو مانتے ہیں اور پھر صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو اس شرط سے کہ وہ قرآن مجید کے خلاف کوئی بات پیش نہ کریں اور یہ بھی کہا کہ آریوں کیطرف سے ہم صرف ویدوں ہی کو مانیں گے اصل کا وہ ترجمہ جو پنڈت دیانند صاحب نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں کیا ہے۔ اس شرط کو فریق مخالف نے بڑی خوشی سے منظور کر لیا + لیکن جب اس شرط کو مان لینے کے بعد نیوگ کے مفاسد اور مضار ستیارتھ پرکاش وغیرہ سے پڑھکر سنائے گئے اور طلاق کی فلاسفی ظاہر کی گئی تو پھر آریہ سماج پر گھڑوں پانی پڑ گیا وہ اپنے زعم میں کچھ اور سمجھے بیٹھے تھے لیکن جب ان کو اس شرط کے ساتھ محصور کر لیا گیا تو پھر طلاق پر کیا بول سکتے تھے بجز اسکے کہ سر نیچا کرکے بیٹھ جاتے۔ آخر انکو اعتراف کرنا پڑا کہ اب ہم آئندہ اہل اسلام سے مسئلہ طلاق و نیوگ میں بحث نہیں کرتے۔ اگلے ہفتہ ہم سناتن دھرم والوں سے مسئلہ نیوگ میں بحث کرینگے +

اس طرح پر خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے دین اسلام کی عظمت ان دلائل اور براہین کے ساتھ جو اس نے اپنے برگزیدہ مسیح موعود کو دی ہیں ایک دفعہ پھر ظاہر کی اور دو پیشگوئیوں کو پورا کیا لیظہرہ علی الدین کلہ۔ کی پیشگوئی کو بھی اور جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا کی پیشگوئی کو بھی فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس جلسہ سے پہلے جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ ایک رویا بشارت کامیابی بھی دیدی تھی۔ جو انہوں نے قبل از وقت احباب کو سنادی تھی جسکو پورا ہونے پر انکی ایمان بڑھ گیا۔

ہم اس کامیابی پر اپنی ساری قوم کو عموماً اور لاہور کی جماعت کو خصوصاً مبارکباد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اعلاء کلمۃ اللہ کی توفیق دے + آمین۔

آخر میں یہ ظاہر کرنا بھی ضروری ہے کہ یہ جلسہ بڑے امن و امان سے ختم ہوا یہ جو اس امر کا بدیہی ثبوت ہے کہ ہماری جماعت نے نہایت شائستگی اور تہذیب کے ساتھ کلام کیا۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب نے بھی آخر جلسہ میں اعتراف کیا کہ یہ جلسہ نہایت امن و امان اور بغیر کسی قسم کے شور و شر کے سرانجام ہوا ہے۔ الغرض یہ عظیم الشان فتح ہے۔ جو آریہ سماج پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کو حاصل ہوئی ہے۔ اب امید کیجاتی ہے کہ آریہ سماج کے سمجھدار اور فہیم ممبر تو کم از کم آئندہ نیوگ جیسے مسئلہ سے توبہ کرینگے +

امید کی جاتی ہے کہ اس جلسہ کے مفصل حالات جلد تر ہم شائع کرنے کے قابل ہو سکیں +

مکتوبات حکیم الامت

(سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۱۶ - صفحہ نمبر ۴)

سیدھا کر دیا تو ناتہ ہو گئی یا ہم کسی چیز سے رک گئے تو صائم ہو گئے علی ہذا القیاس۔

اسی واسطے علماء میں اختلاف ہوا ہے بعض کہتے ہیں۔ قرآن میں حقیقی لغوی معنے ہیں ہی نہیں اور بعض نے کہا قرآن میں مجاز نہیں اور بعض نے کہا ہے حقیقت و مجاز دونوں قرآن میں ہیں غرض یہ بحث بہت طویل ہے۔ غور کرو اللہ تعالے فرماتا ہے۔ اولئک ہم المفلحون اور اسکے معنے ہیں فلاح پانیوالا۔ کیا یہاں لغوی معنے مراد ہیں۔

عزیز من۔ مجاز میں کذب نہیں ہوا کرتا اس میں اور کذب میں فرق ہے۔ معلوم ہوتا ہے آپنے مختصر معانی بھی نہیں دیکھی بلکہ مجاز اور کذب میں تو ضد ہے۔ یہ تمام میرا کلام آپ کے مذاق پر ہے ورنہ میں خود وہی مذہب پسند کرتا ہوں جو منکر مجاز ہیں۔

قرآن مجید تمام حقایق نفس الامریہ پر مشتمل ہے اور چونکہ یہ کلام ہے اس قدوس کا جو رب العالمین ہے۔ ارحم الراحمین اس لئے تمام کمال صدق پر مبنی ہے۔

ومن اصدق من اللہ قیلا۔ ومن اصدق من اللہ حدیثا۔ وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا۔

اور آپ کا دوسرا سوال۔ کہ جب حکم الٰہی اور ارادہ الٰہی ہو گیا کہ بندر ہو جاؤ تو کیا وجہ مانع ہوئی کہ بندر نہ ہوئے۔

عزیز من اللہ تعالے فرماتا ہے کونوا مع الصادقین تو کیا سب راستبازوں کے ساتھ ہو گئے۔ اور فرماتا ہے یرید اللہ بکم الیسر۔ یرید اللہ لیطہرکم۔ تو کیا سب لوگ یسر میں آگئے ہیں اور مطہر ہو گئے کیا وجہ ہوئی کہ ارادہ الٰہی پورا نہ ہوا۔

بات یہ ہے جعل۔ کون۔ ارادہ۔ امر اور بہت سے اس قسم کے الفاظ۔ دو طرح پر آتے ہیں اور یہ بحث بہت طویل ہے اصل مطلب کو اتقان میں لکھا ہے۔ مفسرین میں۔ طبقہ تابعین اور تلامذہ ابن عباس سے۔ مجاہد اعلے درجہ پر ہے۔ اور تفسیر کے طبقات میں بھی لکھا ہے۔ اذا جاء التفسیر من مجاہد فحسبک۔

۱۔ اب سنئے مجاہد فرماتا ہے۔

قال مجاہد مسخت قلوبہم ولم یمسخوا قردۃ وانما ہو مثل ضربہ اللہ لہم کقولہ کمثل الحمار یحمل اسفارا۔ فتح البیان۔

المروی عن مجاہد انہ سبحانہ وتعالے مسخ قلوبہم بمعنی الطبع والختم لا انہ مسخ صورہم وہو مثل قولہ تعالے کمثل الحمار یحمل اسفارا ونظیرہ ان یقول الاستاذ للمتعلم البلید الذی لا ینجع فیہ تعلیمہ کن حمارا۔ تفسیر کبیر۔ المسالۃ الثالثۃ۔

وقال مجاہد ما مسخت صورہم ولکن قلوبہم فمثلوا بالقردۃ کما مثلوا بالحمار۔ تفسیر ابو مسعود۔

دوم۔ خاسئین جمع ہے ساتھ یا اور نون کے اور یہ جمع ذوی العقول کیلئے آتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ان کو ظاہری شکل ذوی العقول کی طرح تھی۔ ورنہ اللہ تعالے کونوا قردۃ خاسئات فرماتا۔

سوم۔ اللہ فرماتا ہے۔ جعلناہا نکالا لما بین یدیہا وما خلفہا۔

کیا معنے یہود۔ عبرت کا باعث ہوئے اور ان کا قردہ ہونا باعث نکال موجود لوگوں اور مابعد والوں کیلئے ہو سکتا ہے اور ظاہر ہے کہ اگر ان کی صورت ظاہری مسخ ہوگئی تھی۔ تو اس امر میں مخالف لوگ انکار کرتے ہیں ایکے واسطے نکال کیسے ہو سکتا ہے۔ البتہ یہود کا ذلیل ہونا بڑی عبرت کی بات ہے۔

چہارم۔ اللہ تعالے فرماتا ہے جعل منہم القردۃ والخنازیر وعبد الطاغوت۔ اب آپ مجاز وغیرہ تو لیں نہیں تو ثابت ہوتا ہے۔ کہ قلنا لہم کونوا قردۃ خاسئین سے کے سب بندر بن گئے۔ کیونکہ منہم کے مرجع کو کونوا فرمایا گیا ہے جب سب بندر بن گئے تو وہ خنزیر کس طرح بن گئے۔

اور پھر بندر اور خنزیر بن کر عبد الطاغوت کیونکر ہوئے۔ کیا بندر اور خنزیر بھی بت پرستی کیا کرتے ہیں۔ اس پر آپ خوب غور کرو۔

پنجم۔ عرب لوگ ذلیل انسان کو قردہ کہتے ہیں غور کرو۔ حماسہ کے اس شعر پر۔

اتحفظ الاسراف یا قرد حریم ؛ وہل یستعبد القرد المطاوان
ابی قصر الاذناب ان تحفظوا بہا ؛ ولوم بنی قرد لکل مکان

ششم۔ ولقد علمتم الذین اعتدوا کی نسبت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر یہود میں اور مخاطبان رسول رؤف رحیم صلے اللہ علیہ وسلم میں مشہور و معروف تھا۔

پھر اگر فی الواقع وہ بندر نہ ہوئے اور صرف ان کی ظاہری صورت ہی بدلی تھی تو ہم کو ان یہود سے ثابت کرا دیجئے میں اول مسلم ہونگا۔ انشاء اللہ میں اپنی رائے کو ترک کر دونگا مجھے علمتم کا ثبوت چاہئے۔ یہ قصہ بہت طول اور تفصیل چاہتا ہے اور مجھے فرصت بہت کم ہے۔ اگر آپ ملو تو تفصیل سنو۔ والسلام۔

ہمارے مکرم بھائی توجہ فرمائیں

نسیم دعوت۔ حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کی مبارک پیاری کتاب آریہ دھرم کے سدھ بچن پچھلے دنوں انگریزی میں ترجمہ ہو کر میگزین کے ذریعہ شایع ہوئی۔ مزید اشاعت کی غرض سے میں اور بعض اور دوستوں نے پسند کیا کہ میگزین کے علاوہ کچھ زائد نسخے چھپوائے جائیں۔ ۲۲۰۰ کاپیاں زائد چھپوائی گئیں۔ فی کاپی ۲ / قیمت ہے۔ اب ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ مختلف ممالک میں یہ رسالہ مفت ارسال کیا جائے۔ لیکن اس کی لاگت کے وصول کا یہ طریق ہے کہ سرگرم اہل دل احباب سے کچھ برگزیدے حسب استطاعت کاپیاں خریدیں اور روپیہ نقد مولوی محمد علی صاحب کے نام ارسال فرمائیں اور کوپن میں صاف تحریر کریں کہ اس قدر کاپیاں ملکے نام سے تقسیم کیجائیں۔ اس فعل جمیل سے کتابوں کا روپیہ بھی وصول ہو جائے گا۔ جو درحقیقت انگریزی میگزین فنڈ کا بار ہے اور ہمارے کرم احباب کو اشاعت حق کے ثواب کا عمدہ موقعہ بھی مل جائے گا۔ ہر شخص آٹھ آٹھ کاپیاں خریدے اور اس کے نام پر ارسال کرنے کی اجازت بخشے۔ والسلام۔

خاکسار عبد الکریم

مختصر نوٹ اور نکات

قیامت کے دن شرک کے بعد تکبر جیسی کوئی بلا نہیں یہہ ایک ایسی بلا ہے جو دونوں جہان میں انسان کو رسوا کرتی ہے خدا تعالیٰ کا رحم ہر ایک موحد کا تدارک کرتا ہے مگر متکبر کا نہیں شیطان بھی وحدہ ہونیکا دم مارتا تھا مگر چونکہ اس کے سر میں تکبر تھا اور آدم کو جو خدا تعالیٰ کی نظر میں پیارا تھا جب اُس نے توہین کی نظر سے دیکھا اور اُسکی نکتہ چینی کی اس لئے وہ مارا گیا۔ اور طوق لعنت اُسکی گردن میں ڈالا گیا سو پہلا گناہ جس سے ایک شخص ہمیشہ کے لئے ہلاک ہو گیا تکبر ہی تھا۔ اسوقت بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادہ کے موافق ایک آدم کو پیدا کیا ہے اردت ان استخلف فخلقت آدم یعنے میں نے ارادہ کیا کہ دنیا میں اپنا خلیفہ مقرر کروں سو میں نے آدم کو پیدا کیا۔ پس مبارک وہ جو اسکی اطاعت کیلئے سر تسلیم خم کرتا ہے اور افسوس اس پر جو ابا و استکبار کے نیچے آتا ہے +

دجالیت کا اعلیٰ مرتبہ یہہ ہے کہ جب حسب مضمون اخلد الی الارض نفسانی خواہشوں کی طرف زیادہ جھکتا جاوے یہانتک کہ گہری تاریکیوں کے غار و ظلمت میں پڑ کر تاریکی مجسم ہو جاوے اور بالطبع ظلمت کا دوست اور روشنی کا دشمن ہو جاوے یہہ حالت اور حقیقت پیدا ہو تو کہا جاوے گا کہ اسمیں حقیقت **دجالیہ** جلوہ گر ہے +

الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ یعنی پاک روحیں جو نورانی الوجود ہیں خدا تعالیٰ کیطرف صعود کرتی ہیں اور عمل صالح انکا رفع کرتا ہے یعنے جسقدر عمل صالح ہو اسی قدر روح کا رفع ہوتا ہے اسجگہ اللہ تعالیٰ نے روح کا نام کلمہ رکھا ہے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ درحقیقت تمام ارواح کلمات اللہ ہی ہیں جو ایک لا یدرک بھید کے طور پر جسکی تہ تک انسان کی عقل نہیں پہنچ سکتی روحیں بن گئی ہیں اسی بنا پر اس آیت کا مضمون بھی ہے وکلمتہ القاہا الی مریم اور چونکہ یہہ سر ربوبیت ہے اس لئے کسی کی مجال نہیں کہ اس سے بڑھ کر کچھ بول سکے کہ کلمات اللہ ہی بحکم و باذن ربی لباس روح کا پہن لیتے ہیں اور انہیں وہ تمام طاقتیں اور قوتیں اور خاصیتیں پیدا ہو جاتی ہیں جو روحوں میں پائی جاتی ہیں اور پھر چونکہ ارواح طیبہ فنافی اللہ ہونے کی حالت میں اپنے تمام قویٰ کو چھوڑ دیتے ہیں اور اطاعت الٰہی میں فانی ہو جاتی ہیں تو گویا پھر وہ روح کی حالت سے باہر آکر کلمۃ اللہ ہی بن جاتی ہیں جیسا کہ ابتدا میں وہ کلمۃ اللہ تھے سو کلمۃ اللہ کے نام سے ان پاک روحوں کو یاد کرنا ان کے اعلیٰ درجہ کے کمال کی طرف اشارہ ہے سو انہیں نور کا لباس ملتا ہے اور اعمال صالحہ کی طاقت سے انکا خدا تعالیٰ کی طرف رفع ہوتا ہے۔

مالک یوم الدین اللہ تعالیٰ کا وہ اسم ہے جو تمام تقویٰ اور پرہیزگاری کی بنیاد ہے اسی اسم کا فطرتی نقش ہر ایک بشر کو اراوہ بد کے وقت خود بخود دھمکاتا اور ڈراتا اور نیک ارادہ کیوقت شاباش کرتا ہے جب کوئی انسان بدی کا ارادہ کرتا ہے تو اندر ہی اندر سے طرح طرح کے خوف اور وغدغہ پیدا ہوتے اور اکثر بدفعلی سے اسکو بچا دیتے ہیں لیکن اگر ایک دفعہ انسان گستاخی کے طور پر اس اندرونی تنبیہ اور الارم کی کچھ پرواہ نہ کرے تو دوسری دفعہ میں اس کی دلیری اور زیادہ ہو جاتی ہے حتیٰ کہ رفتہ رفتہ ایک قسم کی متواتر بیکاری سے انسان ایسا سیاہ باطن اور دلیر ہو جاتا ہے کہ پھر اندرونی فہمائش کی طرف خیال تک نہیں آتا یہہ مالک یوم الدین الرحمن الرحیم کا خاص فضل ہے کہ چونکہ اُس نے ایک روز انسان سے اس کے اعمال اور افعال پر پوری پوری باز پرس کرنی ہے اس کے پہلے سے ہی نیکی یا بدی کا علم اُس کی فطرت میں ڈال دیا ہے تاکہ انصاف کے وقت بریت یا غیر بریت کے واسطے حجت ہو سکے +

انسان جس کے اندر ہزارہا قسم کی جسمانی اور روحانی طاقتیں رکھی گئیں ہیں اور جسم اور روح کے واسطے علیحدہ علیحدہ قسم کی غذائیں مقرر فرمائی گئی ہیں جبتک وہ اپنی جسمانی لیاقتوں اور طاقتوں کو کام میں نہیں لائیگا اوسوقت تک اوسکو جسمانی رزق نہیں مل سکتا۔ اور جسوقت تک اپنی روحانی حواس اور قویٰ کو کام میں نہیں لائیگا اُس وقت تک اُس کو روحانی رزق حاصل نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی چاہے کہ بلا کھانے اور پینے کے اُس کے جسم کو غذا پہنچ جائے تو یہہ ایک قسم کا جنون ہے۔ اگر کوئی چاہے کہ بلا کاشتکاری کے اناج کاٹے تو یہہ خیال ہی باطل ہے اگر کوئی چاہے کہ بلا حمد الٰہی کے اُس کی روح تازہ اور ترقی پر رہے تو یہہ محال ہے۔ چونکہ انسان کو تمام حیوانات کی نسبت جسمانی اور روحانی قویٰ بدرجہا زیادہ دئے گئے ہیں۔ اس لئے اُسکو سب سے زیادہ محنت اُٹھانی پڑتی ہے۔ تمام دینی معاملات میں خداداد عقل اور قابلیت کو کام میں لگانا اُس کا فرض ہے۔ محض زبانی یا رسمی طور کی عبادت اور ذکر اوس کی روح کی پرورش نہیں کر سکتے کیونکہ روح کی زندگی روحانی قویٰ کی محنت پر منحصر ہے جیسا کہ جسم کی پرورش جسمانی قویٰ کی کارگذاری اور محنت پر اگر کوئی غذا کا نام لیتا رہے یا اُس کے تصور میں بیٹھا رہے تو اُس کے جسم کی کچھ پرورش نہیں ہو سکتی ایسا ہی اگر کوئی شخص زبان یا ہاتھ پاؤں سے اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور رکوع و سجود میں مصروف رہے۔ تاوقتیکہ اُس کی روح مشغول نہ ہو اُسوقت تک روحانی ترقیات حاصل نہیں ہو سکتیں۔

علیہم الصلوٰۃ من ربہم ورحمت واولٰئک ھم المھتدون یہ آیت صابرین کی نسبت ہے جو لوگ مصیبت کے وقت یہہ کہکر چپ ہو رہتے ہیں کہ ہم اللہ کے واسطے ہیں اور جو کچھ ہمارا ہے وہ تمام اللہ کا ہے ہمیں اللہ کی طرف پہنچنا ہے اون پر اونکے رب کی طرف سے صلوٰۃ اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں یعنی یہہ لوگ اللہ تعالیٰ کے خاص فیوض انعامات اور رحمت کے مورد ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رہبری اور رہنمائی اون کے شامل حال ہوتی ہے +

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملٰئکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاءکم فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الاخرۃ تحقیق جن لوگوں نے یہہ قرار کیا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اوس قول پر قائم ہو گئے۔ یعنی تمام اپنا حال و قال اس اقرار کے مطابق بنا لیا یعنی تمام دنیا پرستی۔ ریاکاری۔ فریب ظلم اور بدنیتی کو چھوڑ کر اللہ کی رضا پر پورے طور سے قائم ہو گئے۔ اوسی کو اپنا رزاق قرار دے لیا کبھی کسی خوف اور اندیشہ سے اونکا دل اس ایمان اور یقین سے متزلزل نہیں ہوا اون لوگوں پر فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ خوف مت کرو اور غم مت کھاؤ اور جس بہشت کا تمکو وعدہ دیا گیا تھا اس کی بشارت لو اور ہم دنیا و آخرت میں تمہارے رفیق ہیں۔

تنزل ملائکہ کا ایک عجیب سلسلہ ہے جو رویائے صادقہ مکاشفات اور الہامات کی صورتیں ہمیشہ متقی اور مومن لوگوں پر ظاہر ہوتا رہتا اور تمکو ہر قسم کے خوف اور حزن سے نجات دیتا اور دنیا میں ہی بہشتی زندگی کے سامان پیدا کر دیتا ہے +

اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیومنوا بی لعلہم یرشدون جب کوئی پکارنیوالا مجھکو پکارتا ہے تو میں اُس کی پکار کو سنتا ہوں۔ پس چاہئے کہ مجھ سے دعا مانگا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں تاکہ رشد حاصل کریں۔

نبی معصوم یا انسان کامل

عیسائیوں سے مناظرہ کرنے والوں کے لیے ایک رہنما

عموماً عیسائی جب مسلمانوں سے مناظرہ کرتے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں تو وہ نبی معصوم کی بحث درمیان میں لاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یسوع مسیح کے مقابلہ پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا معصوم ہونا ثابت کرکے دکھایا جاوے۔ یہ بحث لا ریب بڑی ضروری اور اعلیٰ درجہ کی ہے کہ اس بات کا فیصلہ ہو جاوے کہ ایسا بزرگ نبی کون ہے؟ جسکی زندگی پاک اور مقدس ہو مگر افسوس تو یہ ہے کہ عیسائیوں کی غرض اس سوال کو اٹھا کر ایک مغالطہ دینا ہوتی ہے۔ ورنہ یہ سمجھ میں نہیں آسکتا کہ اس بحث سے کیا غرض ہو سکتی ہے؟ کہ کسی نبی کا معصوم ہونا ثابت کیا جاوے اور پبلک کو دکھایا جاوے کہ اس نبی سے اپنی عمر میں کوئی گناہ صادر نہیں ہوا۔ یہ طریق بحث ایسا ہے جس سے کوئی عمدہ نتیجہ پیدا نہیں ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ گناہ کے متعلق ساری قوموں نے مجموعی طور پر کبھی اتفاق نہیں کیا کہ فلاں قول اور فعل گناہ میں داخل ہے۔ اور فلاں گفتار اور کردار گناہ میں داخل نہیں مثلاً بعض فرقے شراب پینا سخت گناہ سمجھتے ہیں اور بعض کے عقیدہ کے موافق جب تک روٹی توڑ کر شراب میں نہ ڈالی جاوے اور ایک تو مرید مع بزرگان دین کے اس روٹی کو نہ کھاوے اور اس شراب کو نہ پیوے تب تک دینداری کی پوری سند حاصل نہیں ہو سکتی۔ ایسا ہی بعض کے نزدیک اجنبی عورت کو شہوت کی نظر سے دیکھنا بھی زنا ہے مگر بعض کا یہ مذہب ہے کہ ایک خاوند والی عورت بیگانہ مرد سے بیشک اس صورت میں ہم بستر ہو جائے جبکہ کسی وجہ سے اولاد ہونے سے ناامیدی ہو اور یہ کام نہ صرف جائز بلکہ بڑے ثواب کا موجب ہے اور جائز ہے کہ دس گیارہ بچوں کے پیدا ہونے تک ایسی عورت بیگانہ مرد سے بدکاری میں مشغول رہے ایسا ہی ایک کے نزدیک جوں یا پسو مارنا بھی حرام ہے اور دوسرا تمام جانوروں کو سبز

ترکاریوں کی طرح سمجھتا ہے اور ایک کے مذہب میں سور کا چھونا بھی انسان کو ناپاک کر دیتا ہے اور دوسرے کے مذہب میں تمام سفید اور سیاہ سور بہت عمدہ غذا ہیں۔ اب اس سے ظاہر ہے کہ گناہ کے مسئلہ میں دنیا کو کلی اتفاق نہیں ہے۔ عیسائیوں کے نزدیک حضرت مسیح خدائی کا دعویٰ کرکے پھر بھی اول کے معصوم ہیں مگر مسلمانوں کے نزدیک اس سے بڑھ کر کوئی بھی گناہ نہیں کہ انسان اپنے تئیں یا کسی اور کو خدا کے برابر ٹھہراوے غرض یہ طریق مختلف فرقوں کے لیے ہرگز خداشناسی کا معیار نہیں ہو سکتا۔ ہاں یہ طریق نہایت عمدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مقدس محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا علمی اور عملی اور اخلاقی اور تقدسی اور برکاتی اور تاثیراتی اور ایمانی اور عرفانی اور افاضہ خیر اور طریق معاشرت وغیرہ وجوہ فضائل میں باہم موازنہ اور مقابلہ کیا جائے یعنی یہ دکھلایا جائے کہ ان تمام امور میں کس کی فضیلت اور فوقیت ثابت ہے اور کس کی ثابت نہیں کیونکہ جب ہم کلام کلی کے طور پر تمام طرق فضیلت کو مدنظر رکھکر ایک نبی کے وجوہ فضائل بیان کریں گے تو پھر یہ طریق بھی کھلا ہو گا کہ اسی تقریب پر ہم اس نبی کی پاک باطنی اور تقدس اور طہارت اور معصومیت کے وجوہ بھی جس قدر ہمارے پاس ہوں بیان کر دیں۔ اور چونکہ اس قسم کا بیان صرف ایک جزوی بیان نہیں ہو گا بلکہ بہت سی باتوں اور شاخوں پر مشتمل ہے اس لیے پبلک کے لیے آسانی ہو گی کہ اس تمام مجموعہ کو زیر نظر رکھکر اس حقیقت تک پہنچ جائیں کہ ان دونوں نبیوں میں سے درحقیقت افضل اور اعلیٰ شان کس نبی کو حاصل ہے اور گو ہر ایک شخص فضائل کو بھی اپنے مذاق پر ہی قرار دیتا ہے مگر چونکہ یہ انسانی فضائل کا ایک کافی مجموعہ ہو گا اس لیے اس طریق سے افضل اور اعلیٰ جانچنے میں وہ مشکلات نہیں پڑینگی جو صرف معصومیت کی بحث میں پڑتی ہیں بلکہ ہر ایک مذاق کے انسان کے لیے اس مقابلہ اور موازنہ کے وقت ضرور ایک ایسا قدر مشترک حاصل ہو جائے گا جس سے بہت صاف اور سہل طریقہ پر نتیجہ نکل آئے گا کہ ان تمام فضائل میں سے فضائل کثیرہ کا مالک اور جامع کون ہے۔ پس اگر ہماری بحثیں محض خدا کے لیے ہیں تو ہمیں وہی راہ اختیار کرنی چاہیے جس میں کوئی اشتباہ اور کدورت نہ ہو کیا یہ سچ نہیں ہے کہ معصومیت کی بحث میں

پہلے قدم میں ہی یہ سوال پیش آئے گا کہ مسلمانوں اور یہودیوں کے عقیدہ کی رو سے جو شخص عورت کے پیٹ سے پیدا ہو کر خدا یا خدا کا بیٹا ہونا اپنے تئیں بیان کرتا ہے وہ سخت گنہگار بلکہ کافر ہے تو پھر اس صورت میں معصومیت کیا باقی رہی۔ اور اگر کہو کہ ہمارے نزدیک ایسا دعویٰ گناہ نہ کفر کی بات ہے تو پھر اسی الجھن میں آپ پڑ گئے جس سے بچنا چاہیے تھا کیونکہ جیسا آپ کے نزدیک حضرت مسیح کے لیے خدائی کا دعویٰ کچھ گناہ کی بات نہیں ہے ایسا ہی ایک نیاگت مت والے کے نزدیک ماں بہن سے بھی زنا کرنا گناہ کی بات نہیں ہے اور آریہ صاحبوں کے نزدیک ہر ایک ذرہ کو اپنے وجود کا آپ ہی خدا جاننا اور اپنی پیاری بیوی کو باوجود اپنی موجودگی کے اولاد نہ ہونے یا دیگر اسباب کی وجہ سے کسی دوسرے سے ہم بستر کرا دینا کچھ بھی گناہ کی بات نہیں اور سناتن دھرم والوں کے نزدیک راجہ رامچندر اور کرشن کو اوتار جاننا اور پرمیشر ماننا اور پتھروں کے آگے سجدہ کرنا کچھ گناہ کی بات نہیں اور ایک گبر کے نزدیک آگ کی پوجا کرنا کچھ گناہ کی بات نہیں۔ اور فرقہ یہودیوں کے مذہب کے موافق غیر قوموں کے مال کی چوری کر لینا اور انکو نقصان پہونچا دینا کچھ گناہ کی بات نہیں اور بجز مسلمانوں کے سب کے نزدیک سود لینا کچھ بات نہیں تو اب کون ایسا فارغ جج ہے کہ ان جھگڑوں کا فیصلہ کرے۔ اس لیے حق کے طالب کے لیے افضل اور اعلیٰ نبی کی شناخت کے لیے یہی طریق کھلا ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔ اور اگر ہم فرض بھی کر لیں کہ تمام قومیں معصومیت کی وجوہ ایک ہی طرز سے بیان کرتی ہیں یعنی اس بیان میں اگر تمام مذہبوں والے متفق بھی ہوں کہ فلاں فلاں امر گناہ میں داخل ہے جس سے باز رہنے کی حالت میں انسان معصوم کہلا سکتا ہے تو گو ایسا فرض کرنا غیر ممکن ہے تاہم اس امر کی تحقیق ہونے سے کہ ایک شخص شراب نہیں پیتا رہزنی نہیں کرتا ڈاکا نہیں مارتا خون نہیں کرتا جھوٹی گواہی نہیں دیتا ایسا شخص صرف اس قسم کی معصومیت کی وجہ سے انسان کامل ہونے کا ہرگز مستحق نہیں ہو سکتا اور نہ کسی حقیقی اور اعلیٰ نیکی کا مالک ٹھہر سکتا ہے مثلاً اگر کوئی کسیکو اپنا یہ احسان جتلائے کہ باوجود دیکھنے میں نے کئی دفعہ یہ موقع پایا کہ تیرے گھر کو آگ لگا دوں اور تیرے شیر خوار بچہ کا گلا گھونٹ دوں مگر پھر بھی میں نے آگ نہیں لگائی اور نہ تیرے بچہ کا گلا گھونٹا۔ تو ظاہر ہے کہ

عقلمندوں کے نزدیک یہ کوئی اعلیٰ درجہ کی نیکی نہیں سمجھی جائے گی اور نہ ایسے حقوق اور فضائل کو پیش کرنے والا کوئی بھلامانس انسان خیال کیا جائے گا۔ ورنہ ایک حجام اگر یہ احسان جتلا کر ہمیں ممنون بنانا چاہے کہ بال کے کاٹنے یا درست کرنے کے وقت مجھے یہ موقعہ ملا تھا کہ میں تمہارے سر یا گردن یا ناک پر استرہ مار دیتا مگر میں نے یہ نیکی کی کہ نہیں مارا تو کیا اس سے وہ ہمارا اعلیٰ درجہ کا محسن ٹھہر جائے گا اور والدین کے حقوق کی طرح اسکے حقوق بھی تسلیم کیے جائیں گے؟ نہیں بلکہ وہ ایک طور کے جرم کا مرتکب ہے جو اپنی ایسی صفات ظاہر کرتا ہے اور ایک دانشمند حاکم کے نزدیک ضمانت لینے کے لائق ہے۔ غرض یہ کوئی اعلیٰ درجہ کا احسان نہیں ہے کہ کسی نے بدی کرنے سے اپنے تئیں بچائے رکھا کیونکہ قانون نہ بھی تو اسے روکتا تھا مثلاً اگر کوئی شریر نقب لگانے یا اپنے ہمسایہ کا مال چرانے سے رک گیا ہے تو کیا اسکی یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ وہ اُس شرارت سے باز رہ کر احسان کرنا چاہتا تھا بلکہ قانون سزا بھی تو اسے ڈرا رہا تھا کیونکہ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر میں نقب زنی کے وقت یا کسی کے گھر میں آگ لگانے کے وقت یا کسی بیگناہ پر پستول چھوڑنے کے وقت یا کسی بچہ کا گلا گھونٹنے کے وقت پکڑا گیا تو پھر گورنمنٹ پوری سزا دیکر جہنم تک پہونچائے گی۔ غرض اگر یہی حقیقی نیکی اور انسان کا اعلیٰ جوہر ہے تو پھر تمام جرائم پیشہ ایسے لوگوں کے محسن ٹھہر جائیں گے جنکو انھوں نے کوئی ضرر نہیں پہونچایا۔ لیکن جن بزرگواروں کو ہم انسان کامل کا خطاب دینا چاہتے ہیں کیا انکی بزرگی کے اثبات کیلیے ہمیں یہی وجوہ پیش کرنے چاہییں کہ کبھی انھوں نے کسی شخص کے گھر کو آگ نہیں لگائی چوری نہیں کی کسی بیگانہ عورت پر حملہ نہیں کیا ڈاکہ نہیں مارا کسی بچہ کا گلا نہیں گھونٹا حاشا وکلا یہ کمینہ باتیں ہرگز کمال کی وجوہ نہیں ہو سکتیں بلکہ ایسے ذکر سے تو ایک طور سے ہجو نکلتی ہے۔ مثلاً اگر میں یہ کہوں کہ میری دانست میں زید جو ایک شہر کا معزز اور نیک نام رئیس ہے فلاں ڈاکہ میں شریک نہیں ہے یا فلاں عورت کو جو چند آدمی زنا کے لیے بھگا کر لے گئے تھے اس سازش سے زید کا کچھ تعلق نہ تھا تو ایسے الفاظ میں میں زید کی ایک طرح سے ازالہ حیثیت عرفی کرتا ہوں کیونکہ پوشیدہ طور پر پبلک کو احتمال کا موقع دیتا ہوں کہ وہ اس مادہ کا آدمی ہے گو اسوقت شریک نہیں ہے۔ پس خدا کے پاک نبیوں کی تعریف اسی حد تک ختم کر دینا بلکہ انکی ایک سخت مذمت ہے اور اسی بات کو انکا بڑا کمال سمجھنا کہ جرائم پیشہ لوگوں کی طرح ناجائز تکالیف عامہ سے انھوں نے اپنے تئیں بچایا ان کے مرتبہ عالیہ کی بڑی ہتک ہے اول تو بدی سے باز رہنا جسکو معصومیت کہا جاتا ہے کوئی اعلیٰ صفت نہیں ہے۔ دنیا میں ہزاروں اس قسم کے لوگ موجود ہیں کہ انکو موقع نہیں ملا کہ وہ نقب لگائیں یا دھاڑا ماریں یا خون کریں یا شیرخوار بچوں کا گلا گھونٹیں یا بیچاری کمزور عورتوں کا زیور کانوں سے توڑ کر لیجائیں۔ پس ہم کہاں تک اس ترک شر کی وجہ سے لوگوں کو اپنے محسن ٹھہراتے جائیں اور انکو محض اسی وجہ سے انسان کامل مان لیں؟ ماسوا اس کے ترک شر کے لیے جسکو دوسرے لفظوں میں معصومیت کہتے ہیں بہت سے وجوہ ہیں ہر ایک کو یہ لیاقت حاصل ہے کہ راتکو اکیلا اُٹھے اور رجب نقب ہاتھ میں لیکر اور لنگوٹی باندہ کر کسی کوچہ میں گھس جائے اور عین موقع پر نقب لگا دے اور مال قابو میں کرے اور پھر جان بچا کر بھاگ جائے اس قسم کی مشقتیں نبیوں کو کہاں ہیں اور بغیر لیاقت اور قوت کے جرأت پیدا ہی نہیں ہو سکتی۔ ایسا ہی زناکاری بھی قوت مردی کی محتاج ہے اور اگر مرد ہو بھی تب محض خالی ہاتھ بغیر ممکن ہے۔ بازاری عورتوں نے اپنے نفس کو وقف تو نہیں کر رکھا وہ بھی آخر کچھ مانگتی ہیں تلوار چلانے کے لیے بھی بازو چاہیے اور کچھ مشق بھی اور کچھ بہادری اور دل کی قوت بھی۔ بعض ایک چڑیا کو بھی مار نہیں سکتے۔ اور ڈاکہ مارنا بھی ہر ایک بزدل کا کام نہیں۔ اب بتلاؤ کون فیصلہ کرے کہ مثلاً ایک شخص جو ایک پُرثمر باغ کے پاس پاس جا رہا تھا اس باغ کا اسلیے بے اجازت پھل نہیں توڑا کہ وہ ایک بڑا مقدس انسان تھا یا وجہ یہ تھی کہ دیکھیں کہ اسلیے نہیں توڑا کہ دن کا وقت تھا چوکیدار محافظ باغ موجود تھا اگر توڑتا تو پکڑا جاتا مار کھاتا بیعزتی ہوتا۔ اس قسم کی نبیوں کی تعریف کرنا اور بار بار معصومیت معصومیت پیش کرنا اور دکھلانا کہ انھوں نے ارتکاب جرائم نہیں کیا سخت مکروہ طرز ادب ہے۔ ہاں ہزاروں صفات فاضلہ کے ضمن میں اگر یہ بھی بیان ہو تو کچھ مضائقہ نہیں مگر صرف اتنی ہی بات کہ اس نبی نے کبھی کسی بچہ کا دو چار آنہ کی طمع کے لیے گلا نہیں گھونٹا یا کسی اور کمینہ بدی کا مرتکب نہیں ہوا یہ بلاشبہ ہجو ہے ان لوگوں کے خیال میں جنھوں نے انسانی حقیقی نیکی اور حقیقی کمال میں کبھی غور نہیں کی۔

جس شخص کا نام ہم انسان کامل رکھتے ہیں ہمیں یہ چاہیے کہ محض ترک شر کے پہلو سے اُسکی بزرگی کا وزن کریں۔ کیونکہ اس وزن سے اگر کچھ ثابت ہو تو صرف یہ ہوگا کہ وہ انسان بدمعاشوں کے گروہ میں سے نہیں ہے معمولی بھلا مانس نہیں ہے کیونکہ جیسا کہ ابھی ہم بیان کیا ہے محض شرارت سے باز رہنا کوئی اعلیٰ خوبی کی بات نہیں ایسا تو کبھی سانپ بھی کرتا ہے کہ آگے سے خاموش گذر جاتا ہے اور حملہ نہیں کرتا اور کبھی بھیڑیا بھی سامنے سے نکل کر گذر جاتا ہے۔ ہزاروں کیڑے ایسی حالت میں مر جاتے ہیں کہ کوئی ضرر بھی کسی انسان کو انھوں نے نہیں پہنچایا۔ بلکہ انسان کامل کی شناخت کے لیے کسب خیر کا پہلو دیکھنا چاہیے یعنی یہ کہ کیا کیا حقیقی نیکیاں اس سے ظہور میں آئیں اور کیا کیا حقیقی کمالات اسکے دل اور دماغ اور کانشنس میں موجود ہیں اور کیا کیا صفات فاضلہ اسکے اندر موجود ہیں۔ سو یہی وہ امر ہے جسکو پیش نظر رکھکر حضرت مسیح کے ذاتی کمالات اور انواع خیرات اور ہمارے نبی صلعم کے کمالات اور خیرات کو ہر ایک پہلو سے جانچنا چاہیے۔ مثلاً سخاوت قوت مواسات حقیقی حلم جسکے لیے قدرت عقوبت کوئی شرط ہے حقیقی عفو جسکے لیے قدرت انتقام شرط ہے حقیقی شجاعت جسکے لیے خوفناک دشمنوں کا مقابلہ شرط ہے حقیقی عدل جسکے لیے قدرت ظلم شرط ہے حقیقی رحم جسکے لیے قدرت سزا شرط ہے۔ اور اعلیٰ درجہ کی نیکی اور اعلیٰ درجہ کا علم اور اعلیٰ درجہ کی فیض رسانی اور اعلیٰ درجہ کی استقامت اور اعلیٰ درجہ کا احسان جنکے لیے نمونے اور نظیریں شرط ہیں پس اس قسم کی صفات فاضلہ میں مقابلہ اور موازنہ ہونا چاہیے نہ صرف ترک شر میں جسکا نام عیسائی معصومیت رکھتے ہیں کیونکہ نبیوں کی نسبت یہ خیال کرنا بھی ایک گناہ ہے کہ انھوں نے چوری ڈاکہ وغیرہ کا موقع پاکر اپنے تئیں بچایا یہ جرائم ثابت نہ ہو سکے بلکہ حضرت مسیح کا یہ فرمانا کہ "مجھے نیک مت کہہ" یہ ایک ایسی وصیت تھی جس پر پادری صاحبوں کو عمل کرنا چاہیے تھا۔ پس جو لوگ عیسائی صاحبوں سے مناظرہ کرتے ہیں یا عیسائی صاحبوں ہی کو انکو سابقہ پڑتا ہے انھیں چاہیے کہ وہ اصول پر اپنے گفتگو کریں کہ ان دونوں نبیوں میں سے کمالات ایمانی واخلاقی وبرکاتی وتاثیراتی وقولی وفعلی وایمانی وعرفانی وعلمی وتقدسی اور طریق معاشرت کے رو سے کون نبی افضل و اعلیٰ ہے۔ اگر اس طریق پر اپنے گفتگو شروع کریں گے تو یقیناً وہ بھاگیں گے کیونکہ عیسائی اس اصل اور محک پر یسوع مسیح کو پورا اتار نہیں سکتے چنانچہ جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے لاہور کے لاٹ پادری یعنی بشپ صاحب کو دعوت دی تو آخر ان کو رکیک حجتوں اور بیہودہ عذروں سے اس میدان سے بھاگنا ہی پڑا۔ پس یہ ایک زبردست ہتھیار ہے اُن لوگوں کے لیے جنکو عیسائی حملہ آوروں سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور حفاظت کرنے والا حربہ ہے۔

عام واقفیت بڑھانیوالی خبریں

بڑے بڑے طبیبوں کا جنہوں نے کسی خاص مرض کی تحقیقات میں شہرت حاصل کی ہے قول ہے کہ جو مرد اپنی موچھوں کو برابر بل دیتے رہتے یا ناخون کاٹتے رہتے۔ یا چلنے میں اپنی چھڑی گھماتے جاتے یا بھوں سکیڑتے اور پیشانی پر شکن ڈالتے رہتے یا بیٹھنے میں ایک پاؤں کا تلوا اور دوسرے پاؤں کے اوپر رکھتے۔ یا لکھتے وقت غیر ضروری الفاظ کے نیچے خط کھینچتے جاتے۔ یا جو مرد یا عورت جھکا سیدھا لگا کر چلتے یا پانی برستے میں کہیں نہیں ٹھہرتے۔ بلکہ چھاتے کو اپنے چہرے کے آگے لگا کر چلتے جاتے ہیں۔ وہ یقیناً یا تو نصف دیوانہ ہو چکے یا کسی وقت ضرور دیوانے ہو جائینگے +

مسٹر جے۔ کس ساکن لنڈن ایک ایسا آلہ فروخت کرتے ہیں جو مختلف کمروں میں لگ سکتا ہے اور اگر کسی کمرے میں رات کو آگ لگ جائے تو اسکے ذریعہ سے فوراً اطلاع ہو جاتی ہے آگ لگتے ہی اس آلہ سے ایک گھنٹی بجتی اور لوگوں کو ہوشیار کر دیتی ہے۔ یہ آلہ خصوصاً عمارات کی آتشزدگی کیلئے بہت مفید ہوگا۔ کیونکہ اکثر رات کو سوتے میں ایسے حادثہ کی خبر نہ ہونے کے باعث علاوہ مال و اسباب کے بہت سی بیش قیمت جانیں بھی تلف ہو جاتی ہیں +

دو مشہور عالم طبیبوں نے نوگن کی مدرسہ سائنس کو اطلاع دی ہے کہ انہوں نے مرض نمونیا کے جرم دریافت کرلئے ہیں جو بہت جلد بڑھ جاتے ہیں۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ انہوں نے خرگوش کے خون کے پانی کو پچکاری کے ذریعہ سے ایسے مریض کے جسم میں داخل کر کے اجرام کو فنا کرنے میں بھی کامیابی حاصل کر لی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ پیرس کے پاسٹیور انسٹیٹیوٹ کے ڈاکٹر مارگورک نے جو مرض دق کے علاج کی پچکاری دریافت کی ہے۔ اور جس کے تجربہ میں وہ کامیاب بھی ہوئے ہیں بہت ہی درست ایجاد ہے۔

بعض جانوروں کے دانت ہمیشہ بڑھتے رہتے ہیں ایسے جانور چوہے اور گلہری ہیں۔ انسان کے دانت بھی ایک قسم کی نرم جگہ سے نکلتے ہیں جو دانتوں کے بڑھ جانے کے بعد باقی نہیں رہتی مگر چوہے کے دانتوں کو نکلنے کی جگہ ہمیشہ نرم رہتی اور اسمیں ایسا مادہ جمع رہتا ہے جس سے دانت بڑھتے رہتے ہیں۔ اسلئے چوہا برابر کچھ نہ کچھ کترتا ہی رہتا ہے تاکہ اس کے دانت گھسنے کے باعث اپنی اصلی لمبائی تک قائم رہیں +

سب سے بڑی تتلیاں جزیرہ موتگا میں پائی جاتی ہیں ان کے پرندوں کے سے پر ۱۲ انچ چوڑے ہوتے ہیں +

ایک فرنچ سائنس دان کی رائے ہے کہ اگر پودہ کی جڑوں میں گلیسو کوز یا گلیسرین لگا دی جائے تو اُس درخت کے بڑھاؤ کی ترقی ہوتی ہے ابھی تھوڑے ہی دن گذرے کہ قلعہ کارکیسونی واقع فرانس میں ایک سپاہی نے پھانسی لگا کر خودکشی کرنی چاہی اُس کے ساتھیوں نے اُسے مردہ پایا مگر فوج کے ڈاکٹر نے اُسے زندہ کرنے کی کوشش کی اور آدھ گھنٹے اُس کی زبان اور بازوؤں کو حرکت دینے کے بعد سپاہی ہوش میں آگیا۔ اور اُس کا گیا ہوا دم لوٹ آیا۔ +

ایک لیڈی کو عجب مرض ہو گیا ہے وہ دن میں نہ تو کچھ پڑھ سکتی اور نہ اور کوئی کام کر سکتی ہے جو نظر کے پاس سے کیا جائے۔ اُس کی نگاہ دن کی پاکیس روشنی میں کم ہوتی جاتی ہے۔ مگر رات کو دیکھنے کی طاقت اُسمیں بڑھتی جاتی ہے۔ جوں جوں اُس کی نگاہ دن میں گھٹتی جاتی ہے۔ توں توں رات میں بڑھتی جاتی ہے۔ یہ حالت اُس کی اُس وقت سے ہوگئی ہے جبکہ گذشتہ موسم گرما میں ایک حادثہ میں اُس کی ایک آنکھ پھوٹ گئی تھی +

ماہوار باتصویر رسالہ دلچسپ کا اجراء

اہل ملک تو اردو اخبارات اور رسالوں کی ناقابلیت اور بے بضاعتی کے شاکی ہیں اور اردو اخبارات ملک کی ناقدردانی کا گلہ کرتے ہیں سچ پوچھئے تو حقیقت میں دونو طرف کا گلہ شکوہ ایک حد تک واجبی ہے۔ لیکن پھر بھی ملک میں ایسے اردو اخبارات اور رسالے موجود ہیں جو اپنی قابلیت کی وجہ سے ممتاز اور معزز سمجھے جاتے ہیں اور ملکی قدردانی بھی اون کے خیر مقدم میں دن بدن ترقی کا قدم بڑھا رہی ہے +

ہم نے اِس شکوہ و شکایت کا فیصلہ کر دیا ہے:

دلچسپ نام کا ایک ایسا ماہوار رسالہ جاری کیا جاتا ہے جو **عدیم المثال** قابلیت اور خوبی کے لحاظ سے ملکی قدردانی کے لئے خصوصیت کے ساتھ بہت بڑی گنجائش پیدا کرے گا۔ اور کمی قیمت کی وجہ سے کثرت اشاعت کے میدان کو بہت کچھ وسعت دیگا **دلچسپ** میں تمام دنیا کی دلچسپیاں موجود ہونگی۔ یہ لٹریچر کی اعلیٰ خوبیوں کے ساتھ مضامین ذیل کا مخزن ہوگا۔ علمی اخلاقی۔ سوشیل۔ پولیٹیکل آرٹیکل۔ سوانح عمریاں مشاہیر عالم کے تذکرے اور تصاویر۔ تاریخی واقعات اور اُن کے مرقعے۔ تجارتی اور صنعتی حالات۔ طبی مضامین۔ جدید تحقیقاتیں۔ نئی علمی ترقیاں۔ سائنس کے کرشمے۔ تازہ معاملات اور مشہور مقامات کے فوٹو۔ عجائبات عالم۔ مختلف ممالک مختلف اقوام کی رسوم و عادات۔ قانونی معاملات۔ دلچسپ سٹوریاں (حکایات) جدید تصنیفات اور تالیفات پر ریویو۔ شائستہ مگر دل پسند مذاق۔ اعلیٰ درجہ کی نظمیں پرانی شاعری کے منتخب نمونے۔ مذاقی نظمیں مشاہیر عالم کے اقوال۔ ضرب الامثال۔ عام واقفیت ناظرین کے استفسارات۔ انعامی مقابلے۔ روئے زمین کی چیدہ چیدہ خبریں۔ مفید اشتہارات وغیرہ +
تصاویر کا حصہ قابل دید ہوگا +

ان تمام خوبیوں کے ساتھ لکھائی چھپائی کاغذ ایک سے ایک بڑھ کر ہونگے۔ اور پیسہ اخبار کے برابر (۱۸×۲۲) ۴ ۴۸ صفحہ کا ماہوار ہر مہینے کی بیسویں تاریخ کو شائع ہوگا قیمت سالانہ مع محصولڈاک صرف ایک روپیہ ؏ ہوگی +

دلچسپ ایک ایسا رسالہ ہوگا جسکے فائل دلچسپیوں کا ہمیشہ زندہ رہنے والا مجموعہ ہونگے +

پس کوئی وجہ نہیں کہ

دلچسپ کی ماہوار اشاعت بیس پچیس ہزار نہ ہو۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اردو اخبارات کی ناقابلیت اور بے بضاعتی کی شکایت درست ہے یا ملکی ناقدردانی کا شکوہ بجا ہے +
درخواستیں بنام منیجر دلچسپ امرتسر کے آنی چاہئیں۔

آمد چندہ انسائیکلوپیڈیا
بابت ۱۱ اپریل ۱۹۰۳ء

نام	پتہ	چندہ
منشی محمد یوسف	مردان	عہ
مرزا امیر اکبر	"	"
مرزا امیر احمد	"	ہہ
بابو جمال دین	"	عہ
حمز اللہ خاں	"	ہہ
جماعت جموں		[illegible]
منشی گلزار محمد	گرمہ شنکر	ہہ
ڈاکٹر محمد اسماعیل	"	ہہ
سید جلال	بربرہ	عگ
مستری عبداللہ	نہر جہلم	۸ر
محمد اکرم بیگ	ساکی کوہاٹ	۲ر
حافظ فتح الدین	مراد	ے
منشی احمد دین	گوجرانوالہ	۸ر
منشی عبد الخالق	بخاری	"
جماعت	پشاور	[illegible]
بابو اسماعیل	مباگاؤں	۲ر
بابو وزیر دین	تجاپور	۸ر
بابو برکت علی	نہر جہلم	"
میاں میراں بخش	"	عہ
میاں برکت علی	نیل	۲ر
بابو نذیر الدین صاحب	تجامو	[illegible]

حفظ صحت اور اسلام

نمبر دوم

بعض اپنی سستی اور نادانی سے اپنے جسم کپڑوں یا مکان یا محلہ کو غلیظ اور متعفن رکھتے ہیں۔ بعض غلیظ یا ناقص ہوا میں رہتے۔ یا ناقص پانی استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً بڑے شہروں میں نیچے کی منزل پر اقامت رکھتے ہیں۔ حالانکہ نشیب میں عفونتیں زیادہ ہوتی ہیں بیشمار اشخاص متعدی اور وبائی امراض سے جو احتیاط لازم ہیں از روئے جہالت یا سرکشی ان کی پابندی نہیں کرتے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ صدہا وبائی امراض انسان کی بدعملیوں کی وجہ سے قہر الہی کے طور پر ظاہر ہوتے ہیں جو بنی نوع کو سخت ہراس اور گریہ وزاری میں ڈال کر کچھ عرصہ کے بعد خود بخود دور ہو جاتے ہیں۔ تاہم ان کے لئے ظاہر اسباب ضرور ظاہر ہوتے ہیں۔ جنکے دفعیہ کیلئے انسان کوشش کر سکتا ہے حدیث شریف میں وارد ہے کہ لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ پھر کسی مرض کو انسانی تدبیر سے باہر سمجھنا سراسر عقل اور دین کے خلاف ہے۔

اس عالم کا نام دانشمندوں نے عالم اسباب اسی بنا پر رکھا ہے کہ اس میں ہر ایک واقعہ خاص خاص اسباب کے مطابق ظہور پذیر ہوتا ہے۔ ان ہر ایک واقعہ کے مختلف اسباب بیشک ہو سکتے ہیں مگر بلا اسباب کوئی واقعہ ظہور میں نہیں آتا۔ پھر قرآن مجید فرماتا ہے کہ یُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبَاتِ یعنی اون کے واسطے تمام پاک اشیاء اور ہر طرح سے ستھری اور پسندیدہ چیزیں حلال کرتا ہے وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبَائِثَ یعنی اور ان پر تمام ناپاک اشیاء حرام کرتا ہے۔ طیبات سے مراد وہ تمام افعال اور اشیاء ہیں جو بذات خود پاکیزہ اور خوشگوار معلوم ہوتی اور اپنے نتائج بھی مفید اور صحت بخش ظاہر کرتے ہیں۔ برعکس اس کے خبائث سے تمام افعال اور اشیاء ہیں۔ جو بذات خود نفرت خیز ہیں اور ان کے نتائج بھی پر ضرر اور قبیح ہوتے ہیں۔

پس حکم ہے کہ طیبات کو اختیار کرو۔ اور خبائث سے بچو مکانات محلہ شہر اور تمام گرد و نواح کو پاک و صاف رکھنا بروئے قرآن مجید اعلیٰ درجہ کی نیکیوں میں سے ہے چنانچہ وہ فرماتا ہے وَیُنَزِّلُ عَلَیْکُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِیُطَھِّرَکُمْ بِہٖ یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا تاکہ تمہیں اور تمہاری بستیوں کو پاک و صاف کر دے اور دیکھو کہ جب بارش ہوتی ہے تو وہ تمام درختوں اور مکانات کی بیرونی سطح کو کیسے صاف کر دیتی ہے زور کی بوچھاڑ تمام جمے ہوئے گرد و غبار اور میل کچیل کو دھو ڈالتی ہے پھر گلیوں اور نالیوں سے پانی زور اور افراط کے ساتھ بہتا ہوا بستیوں کی غلاظت اور گندگی کو بہا کر لے جاتا ہے۔

بارش کی بوندیں دوسرا کس طاقت کے ساتھ اپنا کام کرتی ہے کیا کوئی انسانی طاقت یا انجن ہے کہ اس افراط سے اور بلندی سے اور اس زور شور سے پانی برسا سکے جو تمام سطح زمین اور نالیوں وغیرہ کو دور دور تک دھو ڈالے۔ اور تمام غلاظتوں کو خود بخود اٹھا کر بہاتے ہوئے کوسوں کے فاصلہ پر لیجا کر گرا دے۔ ایک شہر کو تمام نیچے اور اوپر سے کامل طور پر دھو ڈالے۔

الغرض بارش کے بیشمار فیضان میں سے ایک یہ بھی قابل شکر فیض ہے کہ تمام بستی اور گرد و نواح کی زمین کو ایسی عمدگی اور کمال کے ساتھ صاف کر ڈالتی ہے کہ کوئی میونسپل کمیٹی اس کا عشر عشیر بھی نہیں کر سکتی اگر کروڑہا کروڑ روپیہ صرف کئے جا کر صدہا انجن ایک ملک پر لگائے جائیں تو وہ صفائی کے لحاظ سے ہرگز وہ کام نہیں دے سکتے۔ جو دو چار گھنٹہ کی بارش کر جاتی ہے پس یہ اس سینٹری کمشنر حقیقی کا خاص انتظام ہے جو اس کے تقاضا رحمانیت و ربوبیت سے ہمیشہ نوع انسان کیلئے موجود ہے جس کے لئے کوئی ٹیکس یا محصول قائم نہیں کیا گیا سوائے اس کے کہ انسان خود اپنی روحانی ترقیات کے لئے اوس ذات باری کے انعامات کو یاد کرے اور ان کا شکریہ ادا کرتا رہے۔

پس جبکہ بارش صفائی کیلئے ایک خاص انتظام ہے اس لئے بستیوں کا اونچی سطح پر ہونا ضروری ہے۔ تاکہ تمام غلاظت جو بارش کے پانی سے دھوئی جاتی ہے بہکر دور دور چلی جایا کرے۔ کوڑہ کرکٹ کے انبار بستی کے قریب نہ ہونے چاہئیں تاکہ متعفن ہو کر بارش کی صفائی کنندہ طاقتوں کو زائل نہ کر سکیں۔ اور کوئی نشیب بستی کے قریب ایسا نہ ہونا چاہئے جس میں شہر کی غلاظتوں سے ملا ہوا پانی جمع ہو۔ اس اختصار کی تفصیل یہ ہے کہ تمام نباتی و حیوانی اشیاء مثلاً گھاس پھوس لید گوبر وغیرہ جنکے انبار اکثر دیہاتوں اور شہروں کے اندر دیکھے جاتے ہیں جب اون پر بارش پڑتی ہے تو یہ سڑکر فاسد اور خراب بنا دیتے ہیں۔ ساتھ ہی بارش کا پانی اون کی غلاظت کو حل کرکے زمین کے اندر سرایت کرتا ہوا چاہات میں پہنچ جاتا۔ اور تمام پانی کو غلیظ اور فاسد کر دیتا ہے۔ گویا کہ کوڑی ہا کی موجودگی سے بارش کے بعد ہوا اور پانی دونوں خراب ہو جاتے ہیں جو نشیب آبادی کے قریب ہوتے ہیں ان میں بارش کا پانی جمع ہو جاتا اور طرح طرح کی نباتی و حیوانی اشیاء اس کے اندر سڑکر ہوا کو خراب کرتی ہیں۔ یہ تمام حضرت انسان کی پیدا کردہ خرابیاں ہیں جن سے وہ خود اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ اسی واسطے وہ حکیم مطلق قرآن میں ارشاد فرماتا ہے وَلَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ۔ پ ۲ ع

بارش اور اور طرح سے بھی تمام ہوا کو صاف کرتی ہے ایک تو تمام گرد و غبار اور فاسد ہواؤں کو اپنے ساتھ زمین پر لے آتی ہے اور کرہ ہوا کو ان سے صاف کر دیتی ہے کیا کوئی انجن ہے جو تمام ہوا کو اسطرح صاف کر سکے۔ دوم۔ بارش کے بعد جابجا سبزہ پیدا ہو کر ہوا کے کاربانک ایسڈ وغیرہ فاسد اور مضر مادوں کو کھا جاتا ہے۔ کاربانک ایسڈ گاس ایک خراب ہوا ہے جو تمام حیوانات کے سانس کے ساتھ باہر آتی ہے اور اکثر سڑاند میں بھی پیدا ہوتی ہے۔ یہ تمام حیوانات و انسان کے لئے مضر ہے مگر نباتات کی اس سے پرورش ہوتی ہے اس لئے بارش کے بعد جب تمام زمین رنگا رنگ نباتات سے سرسبز ہو جاتی ہے اوسوقت اس کاربانک ایسڈ کی خوب صفائی ہوتی ہے۔

جب ہوا صاف ہوتی ہے تو اس کے ساتھ خون بھی خوب ہوتا ہے کیا کوئی انسانی طاقت ہے جو ہوا کو اس طریق سے صاف کرے جیسے کہ باران رحمت کرتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تَصْرِیْفِ الرِّیَاحِ یعنی ہواؤں کی گردش کو بڑے نشانات اور انعامات سے فرماتا ہے۔

ہواؤں کی گردش بھی صفائی کا بڑا موجب ہے ایک جگہ کی غلیظ ہوا اسی طاقت سے دور دور منتشر ہو کر بے اثر ہو جاتی ہے۔

پس اس قدرتی انجن صفائی سے ہم اسطرح پر فائدہ اٹھا سکتے ہیں کہ اپنے مکانوں کو ہوادار بنائیں تاکہ تمام غلیظ ہوائیں ساتھ کے ساتھ خارج ہو جایا کریں اس سبق حفظ صحت کے سوائے تصریف الریاح میں اور بہت سے سبق ہیں جنکو دانشمند لوگ خوب سمجھتے اور یاد کرتے ہیں۔

وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا یعنی نرم صحت بخش ہوائیں وہی پسندیدہ ہیں۔ یہ آیت ہمکو صاف طور پر یہ سبق سکھاتی ہے کہ اپنے مکانوں میں ہوا کے گذر اس قسم کے بنائیں کہ جب تیز ہوائیں چلتی ہوں تو خاص خاص گذروں کو بند کرکے اونکی تیزی کو نرمی میں بدل دیا جایا کرے اور اونمیں یہ بھی ایک سبق ہے کہ تیز ہواؤں کے جھونکے سخت مضر ہوتے ہیں جن کو انسان کو بچنا چاہئے۔ کھانے اور پینے کے بارہ میں صاف طور پر قرآن مجید فرماتا ہے کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا۔ یعنی کھاؤ اور پیو مگر کسی قسم کی فضولیات میں مت پڑو۔ یعنی کھانا پینا تیرے منع نہیں کسی جذبہ میں کھانا پینا ترک کر دینا اور جنگلوں میں نکل جانا کوئی عبادت نہیں لیکن کھانے پینے میں کوئی اسراف مت کرو۔ نہ اسقدر زیادہ کھاؤ کہ جسم نائل ہونا شروع ہو جائے

بیت

نہ چنداں بخور کز دہانت بر آید
نہ چنداں کہ از ضعف جانت بر آید

نہ ایسی چیزیں کھاؤ کہ جو بجائے فائدہ کے نقصان پہنچائیں اور نہ کسی قسم کی فضول عادات مثلاً شراب۔ افیون۔ پوست۔ بھنگ۔ چرس۔ پان تمباکو وغیرہ اختیار کرو۔ بلکہ جو کچھ حفظ نفس کے لئے ضروری اور لابد ہے۔ بے شک کھاؤ اور پیو۔ (باقی آئندہ)